اسلام میں ترکِ نماز کا حکم

ترکی کے نامور عالم و محدث

محمد ابو سعید البانوری

ترکی سے اردو ترجمہ

ڈاکٹر خالد ظفر اللہ

مکتبہ اسلامیہ

اسلام میں

ترکِ نماز کا حکم

تالیف: محمد أبو سعید البانوری

مترجم: ڈاکٹر خالد ظفر اللہ

MAKTABA ISLAMIA

مکتبہ اسلامیہ

جملہ حقوق بحق مترجم محفوظ ہیں

کتاب .... اسلام میں ترکِ نماز کا حکم

مؤلف .... محمد أبو سعید البالوفری

مترجم .... ڈاکٹر خالد ظفر اللہ

ناشر .... محمد سرور عاصم

قیمت ....

ملنے کا پتہ

مکتبہ اسلامیہ

بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور 042-7244973

بیرون امین پور بازار کوتوالی روڈ فیصل آباد فون : 041-2631204

فہرست

عرض مترجم	7
اختصارات	9
مقدمہ مولف	11
تارک نماز کا مشرک ہونا	15
تارک نماز کا کافر ہونا	18
تمام اصحاب رسول کے نزدیک تارک نماز کافر ہے	20
تارک نماز کا بے دین ہونا	21
تارک نماز کا بے ایمان ہونا	22
تارک نماز کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں	22
تارک نماز کا ملت اسلامیہ سے خارج ہونا	22
تارک نماز سے اللہ کا کوئی عہد و پیمان نہیں	23
تارک نماز کا متکبر ہونے کے سبب جنت میں داخل نہ ہونا	25
تارک نماز کا قیامت کے دن فرعون، ہامان، قارون اور ابی بن خلف کے ساتھ ہونا	27
تارک نماز کا آیات قرآینہ اور آخرت کو جھٹلانا	28
تارک نماز کا آخرت میں شفاعت سے محروم ہونا	30
نماز اسلام کا دوسرا نام ہے	35
نماز اللہ پر ایمان لانے کا دوسرا نام ہے	38
ایک وقت نماز ترک کرنے والے کے دیگر اعمال کا باطل ہونا	42
تارک نماز اللہ سے نہیں ڈرتا	45

ترک نماز پر دین کا خاتمہ ہے	47
نماز ادا نہ کرنے والے کی گردن مارنا	47
نو مسلم کو سکھائی جانے والی پہلی چیز نماز ہے	53
آخرت میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہو گا	53
اسلامی اخوت صرف نماز سے ممکن ہے	54
تارک نماز اور نمازی کا باہمی وراثت نہ ہونا	56
بے نماز مرد اور نمازی عورت کا نکاح صحیح نہیں	57
خلیفہ وقت کے نمازی رہنے تک نافرمانی جائز نہیں	59
جان بوجھ کر ترک کردہ نماز کی قضا نہیں ہے	60
تمام عبادات کی طرح نماز کا بھی خاص وقت ہے	63
نماز کو دوسرے وقت میں ادا کرنے کی رخصت دینے والے شرعی عذر	63
بعض شبہات کا ازالہ	67

﴿ قُلْ لِعَبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقِیْمُوْا الصَّلٰوۃَ﴾
(۱۴: ابراہیم: ۳۱)

”میرے ایمان دار بندوں سے کہہ دیجئے کہ نماز پڑھا کریں“

انتساب

اس کتاب میں پائی جانے والی
فکر کو برسوں پہلے پاکستان میں
ببانگ دہل پیش کرنے والے

استاد محترم

پروفیسر حافظ محمد عبداللہ بہاول پوریؒ
کے نام

عرض مترجم

۲۳ نومبر ۱۹۹۳ء کی بات ہے ،بعد نماز عصر قونیہ (ترکی) کے ایک بازار میں کتابیں دیکھ رہا تھا۔ایک صاحب نظر آئے جو میرے لیے تو اس حلیے میں اچنبھانہ تھے لیکن ترکی کے جدید یورپین ماحول میں قابل تعجب ضرور تھے۔ شکل و شباہت ،وضع قطع اور لباس وغیرہ سے پورے متبع سنت نظر آرہے تھے۔ان سے تعارف کی دلی لہر اٹھی، آگے بڑھا تعارف کی اجازت چاہی اور دل کو دل سے راہ والی بات نکلی۔یہ تھے جناب تاج دین صاحب جو ترکی کے تہذیبی طور پر ماڈرن، فقہی طور پر حنفی اور سلوک کے اعتبار سے صوفیانہ ماحول میں اپنے آپ کو مذکورہ رجحانات سے الگ تھلگ خالصتاً حامل کتاب و سنت کے انداز میں پیش کر رہے تھے۔ مختلف مسائل پر بات چیت ہوتی رہی آخر انہوں نے مجھے اپنے ساتھ گھر لے جانے پر اصرار کیا اور میں نے بھی قیام ترکی کے دوران چار سال میں پہلی بار کتاب سنت کے ایسے پیروکار سے ملاقات غنیمت جانی۔ جس کے عقیدہ و عمل میں دینی و دنیاوی کوئی آلائش نظر نہیں آرہی تھی۔ جہاں وہ جدید تہذیب کے اثرات سے پاک تھے وہاں مذہبی طور پر تقلید اور تصوف کی خرافات سے بھی مبرّا تھے۔دلی خوشی کے ساتھ میں نے ان کے گھر چائے پی اور اجازت چاہی۔ بوقت رخصت انہوں نے ایک چھوٹی سی کتاب بطور تحفہ پیش کی۔یہ تحفہ کتاب و سنت کی خالص تعلیمات پر مبنی اور ایک نازک مسئلہ پر انتہائی عالمانہ ،فاضلانہ اور محققانہ تحریر ہونے کے ناطے میرے لیے رد کرنا ناممکن رہا۔وہ قیمتی کتاب تھی ''اسلام میں ترک نماز کا حکم ''جس کا ترجمہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

مؤلف کتاب فضیلۃ الشیخ محمد ابو سعید الیاربوزی حفظہ اللہ ، علامہ ناصر الدین البانیؒ کے شاگرد خاص ہیں۔ دعوت تبلیغ میں دن رات سرگرم رہتے ہیں۔ترکی بھر میں دعوتی و تبلیغی پروگراموں کے ساتھ ساتھ ''احیاء کتاب وسنت'' کے نام پر استنبول میں ایک ٹرسٹ چلا رہے ہیں۔

تارک نماز کے گناہگار ہونے پر علمائے امت کا اجماع ہے لیکن اس کے مشرک،

کافر اور ابدی جہنمی ہونے پر اختلاف ہے۔آپ بھی اختلاف رائے کا حق رکھتے ہیں لیکن مصنف کے دلائل قطعیہ اور استنباطات فقہیہ کا مطالعہ ضرور کیجئے تاکہ ترک نماز کے گناہ کی شدت کا احساس ہو۔ایمان اور دین کا ثبوت ٹھہرنے والی نماز کے بارے ہماری غفلت و کوتاہی دور ہو۔جس کی بھرپور امید کے ساتھ ترجمہ ہذا کی کاوش کی گئی ہے۔

فضیلۃ الشیخ الیاربوزی کی دوسری تالیف "کتاب وسنت کے مطابق نماز" کا اردو ترجمہ راقم نے پہلی بار ۱۹۹۵ء میں کیا تھا اکتوبر 1999ء میں اس کا چوتھا ایڈیشن آچکا ہے۔ (وللہ الحمد) کتاب کو احباب گرامی نے بہت زیادہ پسند فرمایا ہے کیونکہ نماز کے تمام مسائل انتہائی باریک بینی سے احادیث کے وسیع ذخیرے کو کھنگال کر صرف صحیح احادیث کی مدد سے حل کیے گئے ہیں۔اسی انداز میں شیخ الیاربوزی نے اس کتاب کو تحریر فرمایا ہے آیات قرآنیہ اور احادیث صحیحہ کا اہتمام ہی کافی تھا لیکن اس پر فضیلۃ الشیخ کا فقہی مسائل کے استنباط و استخراج کا ملکہ اور اپنی فکر کو بلاخوف لومۃ لائم پیش کرنے کے زبردست انداز سے ان کا موقف انتہائی مضبوط نظر آتا ہے۔

نماز بلکہ باجماعت نماز کی اہمیت کا اندازہ لگانے کے لیے یہ کافی ہے کہ میدان جہاد میں دشمن یعنی موت کے مدمقابل ہونے کے باوجود نبی علیہ الصلاۃ والسلام کو نماز باجماعت کا اہتمام کرنے کی اللہ تعالی نے تعلیم دی ہے۔اس سے بڑھ کر کیا عذر ہو سکتا ہے لیکن ایسی کیفیت میں بھی نماز ترک کرنا تو دور کی بات ہے بلکہ باجماعت اہتمام کی ترغیب ہے۔۔لہذا اپنے تمام تر عذر لنگ ترک کر کے نماز ترک کرنے کی بجائے نماز کی باجماعت ادائیگی کی کوشش ہونی چاہیے تاکہ ایمان واسلام کی سلامتی باقی رہے۔

نماز کی دین کے اندر اہمیت کے پیش نظر گذارش ہے کہ نماز کے بارے پائی جانے والی کوتاہی کو بالکل دور کر کے حقیقی معنوں میں نماز قائم کرنے والے بنیں تاکہ سجدہ ریز ہونے والے نمازیوں کے لئے اللہ تعالی کی خاص رحمتوں کا ہم پر بھی نزول ہو اور ترک نماز کے وبال عظیم سے بچ جائیں۔ (آمین، ثم آمین)

اختصارات

مؤلف کتاب ہٰذا فضیلۃ الشیخ محمد ابو سعید الیاربوزی حفظہ اللہ تعالی نے حوالہ جات میں اختصارات سے کام لیتے ہوئے درج ذیل انداز اپنایا ہے۔

O بخاری و مسلم کی روایات کو صحیح تسلیم کرتے ہوئے صحت حدیث کا حکم درج کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔

O صحیحین کے علاوہ دیگر کتب سے حوالہ جات بیان کرتے ہوئے صحت حدیث کا حکم بھی بیان کر دیا ہے تاکہ حدیث کے بارے اطمینان حاصل ہو۔

O جن کتب میں حدیث کے ساتھ نمبر شمار موجود ہیں ان سے حدیث کا نمبر نقل کیا ہے اور نمبر شمار کی عدم موجودگی میں جلد کا نمبر اور صفحہ نمبر درج کر دیا ہے۔

O ہم نے بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ کی روایات کے نمبر مکتبہ دارالسلام، ریاض کی طرف سے ایک جلد میں مطبوع کتب ستہ کے مطابق کر دیئے گے ہیں۔

O روایت کرنے والے صحابی کا نام اختصار کی غرض سے اردو ترجمہ میں ذکر نہیں کیا گیا کیونکہ یہ عربی متن میں مذکور ہے۔

O حوالہ جات کی ذمہ داری مترجم کی بجائے مولف پر ہے کیونکہ قلت وقت اور بعض کتب کی عدم دستیابی کے باعث حوالہ جات کی پڑتال ممکن نہ ہو سکی۔ تاہم بعض حوالہ جات کی پڑتال پر انہیں بالکل درست پایا گیا۔ اس کے باوجود کسی تسامح کی نشاندہی پر شکر گزار ہوں گے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ ، وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا ، مَنْ يَّهْدِاللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ ، وَ مَنْ يُّضْلِلْ فَلاَ هَادِيَ لَهٗ ، وَاَشْهَدُ اَنْ لاَّ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَ شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ.

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلاَ تَمُوْتُنَّ اِلاَّ وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾

﴿ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالاً كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً ، وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىْ تَسَآءَ لُوْنَ بِهٖ وَالاَرْحَامَ ، اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلاً سَدِيْدًا يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا﴾

اَمَّا بَعْدُ ،

معلوم ہونا چاہیے کہ نماز اللہ عزوجل کی اپنے بندوں پر معراج میں فرض کردہ سب سے بڑی فعلی عبادت ہے۔ نماز ہم پر فرض ٹھہرائے جانے کی طرح ہم سے پہلی امتوں پر بھی فرض کی گئی ہے۔

اللہ عزوجل نے اس عبادت کے ایک جزء سجدہ کے ساتھ فرشتوں کا امتحان لیا،

اطاعت کرتے ہوئے سجدہ کرنے والے فطرت یعنی اسلام پر قائم رہے۔نافرمانی کرنے والا ابلیس تکبر کی بنا پر سجدہ کرنے سے انکاری ہوااور کافروں میں گردلنا گیا۔

یوں یہ عبادت ایمان اور کفر، اسلام اور شرک نیز دینداری اور بے دینی کے درمیان ایک نمایاں علامت بن چکی ہے۔ کیونکہ نماز کی ادائیگی سے انسان مومن، ترک کرنے سے کافر ہو جاتا ہے۔

اللہ عزوجل، کے علاوہ اور کوئی معبود بر حق نہیں، اس ذات کا لا اله الا اللّٰه کے ساتھ اقرار کرنے والے بندے کوادائیگی کے اعتبار سے مکلف ٹھہرائی جانے والی سب سے پہلی عبادت نماز ہے۔

اللہ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں، زبان سے اقرار کرنے والے انسان پر نماز کے فرض ہونے کے باوجود اس کا اللہ عزوجل کے سامنے رکوع اور سجدہ نہ کرنا، کلمہ توحید کی حقیقت کو نہ سمجھنے پر دلالت کرتا ہے۔ کلمہ توحید کی حقیقت کو نہ سمجھنے والے انسان کو اس کا صرف زبانی اقرار کچھ بھی فائدہ نہیں دیتا ہے۔

کلمہ توحید کے بعد نماز سب سے پہلی حکمی عبادت ہے۔ دین کی بقا بھی اسی پر ہے۔ اور دین میں پہلی کی طرح آخری عبادت بھی یہی ہے۔ اس لیے "نماز ترک کرنے والے کا کوئی دین باقی نہیں رہتا ہے" کیونکہ کوئی بھی آسمانی دین ایسا نہیں ہے جس میں نماز نہ ہو۔

اصحاب رسول بھی "نماز کے علاوہ کسی عبادت کے ترک کرنے کو کفر نہیں گردانتے تھے"

نماز کا دین میں یہ عظیم مقام ایک خاص اہمیت کا متقاضی ہونے کے باوجود اہل علم نے اسے مطلوبہ اہمیت نہ دی اور ہر آنے والی نسل اس عظیم عبادت کے بارے غفلت کا شکار ہوتی چلی گئی۔

آخر ہمارے زمانے میں نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ "تارک نماز تو مسلمان ہے" اور ترک نماز کی مذمت میں وارد شدہ احادیث پر بحث کرنا علماء کی چھوڑی ہوئی آراء کے مخالف

ہونے کی بناء پر الٹا گمراہی گردانا جارہا ہے۔ کیونکہ گذشتہ علماء نے اس امت کے تارک نماز کو کافر، مشرک، بے ایمان اور بے دین ہونے کے بارے میں نہیں کہا ہے۔ اس لئے اپنے آپ کو مسلمان سمجھنے والے ہزاروں انسان اور بظاہر کتاب و سنت کے داعی حضرات بھی اس حقیقت کو سنتے ہی چیخنا چلانا شروع کر دیتے ہیں اور اس کو ماننے سے انکار کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ لوگ کہاں سے نکل آئے ہیں ہم نے تو اپنے بزرگوں اور عالموں سے ایسی کوئی بات نہیں سنی ہے۔

اسی بناء پر اس صورت حال کو برداشت نہ کرتے ہوئے اس عاجز نے "اسلام میں ترک نماز کا حکم" کے عنوان کے تحت مسئلے کو ناقابل اعتراض بیان کے ساتھ اس رسالہ کو تالیف کرنے کی نیت کی ہے۔ ابھی تک اس مسئلے کے تمام پہلوؤں پر حاوی کوئی رسالہ عربی اور نہ ہی ترکی میں تالیف کیا گیا ہے۔

ہماری یہ جرأت کوئی بہت زیادہ علم ہونے کی بناء پر نہیں ہے۔ اس رسالے کے قاری دیکھیں گے کہ ہم نے نصوص نقل کرنے کے علاوہ کچھ نہیں کیا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ ہماری یہ عاجزانہ کاوش مستقبل میں ہمارے بھائیوں میں شوق و رغبت پیدا کرے گی۔ اور اس مسئلے کے بارے مزید توجہ دیتے ہوئے اہل علم بڑی بڑی کتابیں تألیف فرمائیں گے۔

ہم اپنے قارئین کی اطلاع کے لیے عرض گذار ہیں کہ پیغمبر کے علاوہ بشر ہونے کے ناطے کوئی بھی معصوم عن الخطاء نہیں ہے۔ اسی حوالے سے ہمارے قاری محترم اس چھوٹے سے رسالے میں بھی علمی اور نقلی خطائیں پائیں گے۔ ہم ان خطاؤں کی رب العالمین سے معافی چاہتے ہیں اور آپ سے ضروری تنقید اور خطاؤں پر آگاہی کے منتظر ہیں

محمد ابو سعید الیاربوزی

۲۲ رمضان، ۱۴۰۴ھ

تارک نماز کا مشرک ہونا

﴿ مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلاَ تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾

[۳۰ :الروم:۳۱]

"بالکل اللہ کی طرف رخ کرتے ہوئے اس کی اطاعت کرو، اسی سے ڈرو، نماز ادا کرو اور مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ"۔

﴿فَاِذَا انْسَلَخَ الاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوْا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَ خُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ فَاِنْ تَابُوْا وَ اَقَامُوْا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوْا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ [۹ : التوبة :۵]

"حرمت والے مہینے گزرنے پر، ان مشرکوں کو جہاں بھی پاؤ انہیں قتل کرو، انہیں پکڑو اور قید کرو، ان کی تاک میں ہر گھات میں بیٹھو۔ اگر توبہ کریں، نماز پڑھیں اور زکوۃ دیں تو انہیں آزاد چھوڑ دو۔ بے شک اللہ تعالی غفور رحیم ہے"۔

اللہ سبحانہ و تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل ایمان کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ حرمت والے مہینے گزرنے پر مشرکین سے قتال کرتے ہوئے انہیں موت کے گھاٹ اتارتے چلے جاؤ۔ اللہ عزوجل نے مشرکوں کو قتل سے پہلے انہیں پکڑنے اور ان کے راستے بند کرنے، انہیں قید کرنے، ان کی عورتیں اور بچے بھی اسیر کرنے اور ان کے مال، مال غنیمت ٹھہراتے ہوئے (مسلمانوں کے لیے) حلال قرار دیے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی مذکورہ بالا سب صورتوں سے نجات پانے کی تین شرائط ذکر کر دی ہیں۔

۱۔ شرک سے رجوع کرتے ہوئے توبہ کرنا یعنی کلمہ شہادت کا زبانی اقرار کرنا۔

۲۔ نماز ادا کرتے ہوئے کردہ توبہ کی عمل سے تصدیق کرنا۔

۳۔ زکوۃ ادا کرنا۔

یہ تین شرائط پوری کرتے ہی ان کے مال اور جانیں مسلمانوں پر حرام ہو جاتی ہیں کیونکہ اب وہ مسلمان ہو چکے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ سُفْیَانَ قَالَ :سَمِعْتُ جَابِرًا یَّقُوْلُ : سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ : "اِنَّ بَیْنَ الرَّجُلِ وَ بَیْنَ الشِّرْكِ وَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ".

نبی علیہ الصلاۃ والسلام فرما رہے تھے کہ "بے شک بندے اور شرک اور کفر کے درمیان (فرق قائم رکھنے والی چیز) صرف نماز ہے"۔

(یہ حدیث مسلم (۲۴۷)، ابوداؤد (۴۶۷۸)، ترمذی (۲۶۱۹)، نسائی (۵؍۴) اور ابن ماجہ (۱۰۷۸) نے روایت کی ہے)

عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : "تَرْكُ الصَّلَاةِ شِرْكٌ".

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نماز ترک کرنا شرک ہے"۔

(یہ حدیث مصنف عبدالرزاق (۵۰۰۹)، محمد بن نصر، کتاب الصلوۃ (۸۸۸)، ھبۃ اللہ الطبری، اصول السنہ (۱۵۱۳) اور آجری، شریعہ (۱۳۳) میں صحیح سند سے مروی ہے)

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : "لَیْسَ بَیْنَ الْعَبْدِ وَ الشِّرْكِ اِلَّا تَرْكُ الصَّلَاةِ ، فَاِذَا تَرَكَهَا فَقَدْ اَشْرَكَ".

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بندے اور شرک کے درمیان ترک نماز کے علاوہ اور کوئی شے نہیں ہے۔ جب اسے (نماز کو) ترک کیا بے شک شرک کر گذارا"۔

(یہ حدیث ابن ماجہ (۱۰۸۰) اور محمد بن نصر، کتاب الصلوۃ (۸۹۷) نے روایت کی ہے۔ علامہ البانیؒ نے صحیح ابن ماجہ (۸۸۰) اور صحیح ترغیب (۵۶۰) میں تخریج کی ہے)

عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ : "بَیْنَ الْعَبْدِ وَ بَیْنَ الْكُفْرِ وَالْاِیْمَانِ الصَّلَاةُ ، فَاِذَا تَرَكَهَا فَقَدْ اَشْرَكَ".

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "بندے کے کفر اور ایمان کے درمیان

(فرق کرنے والی) شے نماز ہے ،اسے ترک کرنے پر (بندہ) شرک کا مرتکب ہو جاتا ہے"۔

(یہ حدیث ھبۃ اللہ الطبری نے اصول السنہ (۱۵۲۱) میں صحیح سند سے روایت کی ہے علامہ البانیؒ نے صحیح ترغیب ( ) میں تخریج کی ہے)

مذکورہ بالا آیات اور احادیث "تارک نماز کے اللہ کے ساتھ شرک کر کے مشرک قرار پانے" پر واضح دلائل ہیں۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنے ساتھ شریک ٹھہرانے والوں کو معاف نہ کرنے کی (یوں) خبر دے رہے ہیں۔

﴿إِنَّ اللّٰهَ لاَ يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلاَلاً بَّعِيْدًا﴾ [٤ : النساء : ١١٦]

"بلا شک وشبہ اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک ٹھہرانے والوں کو معاف نہیں کرے گا۔ اس گناہ (شرک) کے علاوہ جس (گناہ) سے چاہے گا معاف کر دے گا۔ جو کوئی اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے تحقیق وہ سیدھے راستے سے دور کی گمراہی میں جا پڑتا ہے"۔

ایک اور آیت جلیلہ میں بھی (اللہ تعالیٰ) نے اپنے ساتھ شریک ٹھہرانے والوں کے ابدی جہنمی ہونے کی خبر دی ہے۔

﴿إِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَ مَاْوٰهُ النَّارُ وَ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ﴾ [٥ :المائدة: ٧٢]

"بلا شبہ جس آدمی نے اللہ کا شریک ٹھہرایا، اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے۔ اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہے"۔

اس باب کی آیات اور احادیث سے ثابت شدہ احکام کا خلاصہ یہ ہے۔

۱۔ تارک نماز کا اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا۔

۲۔ مشرک کی بالکل بخشش نہ ہونا۔

۳۔ بخشے نہ جانے والے مشرک کا ابدی طور پر جہنم میں رہنا۔

تارک نماز کا کافر ہونا

عَنْ اَبِی سُفْیَانَ قَالَ :سَمِعْتُ جَابِرًا یَقُوْلُ : سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ: " اِنَّ بَیْنَ الرَّجُلِ وَ بَیْنَ الشِّرْكِ وَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ ".

نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا :"بلاشبہ آدمی اور اس کے شرک و کفر کی درمیانی شے صرف نماز کا ترک کرنا ہے۔"

(یہ حدیث مسلم (۲۴۷)، ابوداؤد (۴۶۷۸)، ترمذی (۲۶۱۹)، نسائی (۴۶۵) اور ابن ماجہ (۱۰۷۸) نے روایت کی ہے)

عَنْ جَابِرٍ : اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ : " بَیْنَ الْكُفْرِ وَ الْاِیْمَانِ تَرْكُ الصَّلَاةِ "

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :"ایمان اور کفر کی درمیانی شے نماز کا ترک کرنا ہے۔"

(یہ حدیث ترمذی (۲۶۱۸)، محمد بن نصر، کتاب الصلوۃ (۸۸۷) اور ابن ابی شیبہ، کتاب الایمان (۴۴) میں صحیح روایت کے طور پر ذکر کرتے ہیں)

عَنْ بُرَیْدَةَ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : " اَلْعَهْدُ الَّذِیْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَهُمْ ، اَلصَّلَاةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ ".

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :"ہمارے اور ان (منافقین) کے درمیان عہد (یعنی ان سے لڑائی سے مانع) نماز ہے جس نے اس نماز کو ترک کیا اس نے تحقیق کفر کیا"۔

(یہ حدیث ترمذی (۲۶۲۱)، نسائی (۴۶۴)، ابن ماجہ (۱۰۷۹) اور احمد (۳۴۶) نے صحیح سند سے روایت کی ہے۔ علاوہ ازیں علامہ البانیؒ نے صحیح ترغیب ( ) میں اس کی تخریج کی ہے)

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قال : قَالَ النَّبِیُّ ﷺ :" مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ جِهَارًا ".

نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: "جس کسی نے قصداً نماز ترک کی، اس نے کھلا کفر کیا"

(یہ حدیث طبرانی نے اوسط ( ) میں روایت کی ہے۔ ہیثمی نے مجمع الزوائد (۲۹۵) میں ذکر کیا ہے)

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : " بَيْنَ الْعَبْدِ وَ بَيْنَ الْكُفْرِ، اَوِ الشِّرْكِ تَرْكُ الصَّلاَةِ ، فَاِذَا تَرَكَ الصَّلاَةَ فَقَدْ كَفَرَ ".

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بندے اور کفر یا شرک کے درمیان (فرق قائم رکھنے والی شے) ترک نماز ہے۔ نماز ترک کرنے سے (آدمی) کافر ہو جاتا ہے"۔

(یہ حدیث محمد بن نصر نے کتاب الصلوۃ (۸۹۹) میں روایت کی ہے)

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ :" مَنْ تَرَكَ الصَّلاَةَ كَفَرَ".

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا:" جس کسی نے نماز ترک کی، اس نے کفر کیا"۔

(یہ اثر طبرانی کبیر (۸۹۳۹) اور آجری، شریعہ (۱۳۳) میں صحیح طور پر منقول ہے)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ :" مَنْ لَمْ يُصَلِّ فَهُوَ كَافِرٌ".

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: "نماز ادا نہ کرنے والا کافر ہے"۔

(یہ اثر ابن عبدالبر نے تمہید (۴/۲۲۵) میں صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ :" مَنْ تَرَكَ الصَّلاَةَ فَقَدْ كَفَرَ".

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: "جس نے نماز ترک کی اس نے کفر کیا"۔

(یہ اثر محمد بن نصر نے کتاب الصلاۃ (۹۳۹) میں اور ابن عبدالبر نے تمہید (۴/۲۲۵) میں صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے)

عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ : "مَنْ لَمْ يُصَلِّ فَهُوَ كَافِرٌ".

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "جو کوئی نماز ادا نہ کرے وہ کافر ہے"۔

(یہ اثر محمد بن نصر، کتاب الصلاۃ (۹۳۳)، آجری، شریعہ (۱۳۵)، ابن ابی شیبہ، مصنف (۱۰۴۸۵)، ایمان (۱۲۶) اور بخاری نے تاریخ کبیر میں صحیح سند سے نقل کیا ہے)

تمام اصحاب رسول کے نزدیک تارک نماز کافر ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ : كَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ لاَ يَرَوْنَ شَيْئًا مِنَ الاَعْمَالِ تَرْكُهُ كُفْرٌ غَيْرَ الصَّلاَةِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اصحاب رسول ترک نماز کے علاوہ کسی دوسرے عمل کے ترک کرنے کو کفر نہیں گردانتے تھے۔

(یہ اثر حاکم، مستدرک (۱/۷)، ترمذی (۲۶۲۲)، محمد بن نصر نے کتاب الصلاۃ (۹۴۸) میں صحیح روایت کے طور پر کیا ہے۔ علاوہ ازیں علامہ البانیؒ نے صحیح ترغیب (۴۵۶) میں تخریج کی ہے)

عَنْ مُجَاهِدِ بْنِ جَبْرٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : قُلْتُ لَهُ مَا كَانَ يُفَرِّقُ بَيْنَ الْكُفْرِ وَ الاِيْمَانِ عِنْدَكُمْ مِنَ الاَعْمَالِ فِیْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ؟ قَالَ : "اَلصَّلاَةُ".

مجاہد بن جبر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں آپ لوگوں کے نزدیک اعمال میں سے کفر اور ایمان کے درمیان فرق کرنے والی کیا چیز تھی۔ انہوں نے جواباً کہا: "نماز"۔

(یہ اثر محمد ابن نصر، کتاب الصلاۃ (۸۹۲) اور ھبۃ اللہ الطبری نے اصول السنہ (۱۵۳۸) میں بطور حسن روایت کیا ہے۔ علاوہ ازیں علامہ البانیؒ نے صحیح ترغیب میں تخریج کر کے حسن قرار دیا ہے)

تارک نماز کا بے دین ہونا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : " ..... لاَ دِيْنَ لِمَنْ لاَّ صَلاَةَ لَهُ ....."

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس کی نماز نہیں اس کا کوئی دین نہیں"۔

(یہ حدیث طبرانی، المعجم الصغیر (٦٠) میں حسن سند سے مروی ہے)

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ : جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَىُّ شَيْءٍ عِنْدَ اللّٰهِ فِي الْاَسْلاَمِ ؟ قَالَ : " اَلصَّلاَةُ لِوَقْتِهَا ، وَمَنْ تَرَكَ الصَّلاَةَ فَلاَ دِيْنَ لَهُ ..."

ایک آدمی نے آکر (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے) پوچھا: اے اللہ کے رسول! اللہ کے ہاں اسلام میں (سب سے افضل) کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا۔ وقت پر نماز ادا کرنا' کیونکہ تارک نماز کا کوئی دین نہیں۔۔۔۔

(یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کی ہے۔ الکنز (٢١٦١٨))

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ : " مَنْ تَرَكَ الصَّلاَةَ فَلاَ دِيْنَ لَهُ".

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "جس نے نماز ترک کی اس کا دین (باقی) نہیں ہے"۔

(یہ اثر ابن ابی شیبہ کی مصنف (١٠٤٤٦)، ایمان (٤٧) کے علاوہ المعجم الکبیر للطبرانی (٨٩٤٢)، محمد ابن نصر کی کتاب الصلاۃ (٩٣٥) اور بیہقی کی شعب الایمان (٤٢) میں مروی ہے۔ علامہ البانیؒ نے صحیح ترغیب میں تخریج کی ہے)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ : " مَنْ تَرَكَ الصَّلاَةَ لاَ دِيْنَ لَهُ".

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "تارک نماز کا کوئی دین نہیں ہے"۔

(یہ اثر امام بخاری کی التاریخ الکبیر (٧ / ٩٥) میں مروی ہے)

تارک نماز کا بے ایمان ہونا

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ : " ... لاَ اِیْمَانَ لِمَنْ لاَّ صَلاَۃَ لَہُ ".

حضرت ابو درداءؓ فرماتے ہیں : "بے نماز کا کوئی ایمان نہیں ہے"۔

(یہ اثر ھبۃ اللہ الطبری کی اصول السنہ (۱۵۳۶) ، محمد ابن نصر کی کتاب الصلوۃ (۹۵۴) اور علامہ ابن عبدالبر کی التمہید (۴/ ۲۲۵) میں حسن سند سے مروی ہے۔علامہ البانیؒ نے صحیح ترغیب (۵۷۴) میں تخریج کی ہے)

تارک نماز کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ : " لاَ حَظَّ فِی الاَسْلاَمِ لِمَنْ تَرَكَ الصَّلاَۃَ ".

حضرت عمرؓ نے فرمایا : "تارک نماز کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں"۔

(یہ اثر امام مالک (۱/ ۴۰) ، سنن دارقطنی (۲/ ۵۲) ، مصنف عبدالرزاق (۵۰۱۰) مصنف ابن ابی شیبہ (۱۰۴۱۰) ، کتاب الایمان لابن ابی شیبہ (۱۰۳) اور آجری کی شریعہ (۱۳۴) میں صحیح سند سے مروی ہے)

عَنْ اَبِی الْمَلِیْحِ قَالَ : سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَقُوْلُ۔عَلَی الْمِنْبَرِ۔ " لاَ اِسْلاَمَ لِمَنْ لَمْ یُصَلِّ ".

حضرت عمرؓ نے بر سر ممبر فرمایا : "نماز ادا نہ کرنے والے کا کوئی اسلام نہیں ہے"۔

(یہ اثر محمد ابن نصر ، کتاب الصلوۃ (۹۳۰) میں صحیح سند سے مروی ہے)

تارک نماز کا ملت اسلامیہ سے خارج ہونا

عَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ : اَوْصَانَا رَسُوْلُ للّٰہِ ﷺ فَقَالَ : " لاَ تُشْرِکُوْا بِاللّٰہِ شَیْئًا ، وَلاَ تَتْرُکُوْا الصَّلاَۃَ عَمَدًا ، فَمَنْ تَرَکَھَا عَمَدًا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْمِلَّۃِ ".

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور وصیت فرمایا: "کسی کو بھی اللہ تعالیٰ کا شریک نہ ٹھہراؤ، قصداً نماز ترک نہ کرو، جس کسی نے جانتے بوجھتے قصداً نماز ترک کی وہ ملت اسلامیہ سے نکل گیا"۔

(یہ حدیث محمد ابن نصر کی کتاب الصلوۃ (۹۲۰) اورھبۃ اللہ الطبری کی السنۃ (۱۵۲۳)میں مروی ہے)

عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِي مَرْيَمَ قَالَ : مَرَّ عُمَرُ بِمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ ، فَقَالَ : مَا قِوَامُ هٰذِهِ الأُمَّةِ ؟ قَالَ مُعَاذٌ : ثَلاَثٌ ، وَ هُنَّ الْمُنَجِيَاتُ : اَلاِخْلاَصُ ، وَ هُوَ الْفِطْرَةُ ﴿ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ﴾ وَ الصَّلاَةُ : وَهِيَ الْمِلَّةُ . وَ الطَّاعَةُ : وَهِيَ الْعِصْمَةُ ، فَقَالَ عُمَرُ : صَدَقْتَ.

حضرت عمرؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ کے پاس سے گزرے اور پوچھا (اے معاذ) اس امت کو پاؤں پر کھڑا رکھنے والی کیا چیز ہے ؟ حضرت معاذؓ نے جواباً فرمایا (اس امت کو پاؤں پر کھڑا رکھنے والی اساس) تین ہیں اور یہی باعث نجات ہیں۔ ا۔اخلاص (توحید) جو کہ اسلام ہے۔ (جس پر اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو پیدا کیا) ۲۔ نماز جو کہ ملت (دین) ہے۔ ۳۔اطاعت جو کہ عصمت ہے (یعنی خطاؤں سے پاک رکھنے کا ذریعہ ہے)۔

(یہ اثر تفسیر طبری (۲۱ر ۴۰)اورھبۃ اللہ الطبری کی اصول السنہ (۱۵۳۰)میں مروی ہے)

تارک نماز سے اللہ کا کوئی عہد و پیمان نہیں

عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ : اَوْصَانِيْ خَلِيْلِيْ ﷺ (فَقَالَ) : " لاَ تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَ اِنْ قُطِّعْتَ وَ حُرِّقْتَ وَلاَ تَتْرُكْ صَلاَةً مَكْتُوْبَةً مُتَعَمِّدًا ، فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا ، فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ ذِمَّةُ اللّٰهِ ".

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ عزوجل کا کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، اگرچہ تیرے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے جائیں یا تجھے جلا دیا جائے۔ اور فرض نماز کو جانتے

بوجھتے ترک نہ کرنا، جس کسی نے فرض نماز کو جانتے ہوئے ترک کیا اس سے اللہ کا ذمہ بری ہو گیا"۔

(یہ حدیث مسند احمد (۵/۲۳۸)، ابن ماجہ (۴۰۳۴)، المعجم الکبیر للطبرانی (۲۰/۲۳۳)، ھبۃ اللہ الطبری کی اصول السنہ (۱۵۴۲) اور محمد ابن نصر کی کتاب الصلاۃ (۹۱۱) میں حسن سند سے مروی ہے، علامہ البانیؒ نے صحیح ابن ماجہ (۳۲۵۹) میں تخریج کی ہے)

عَنْ عُبَيْدِ الْكَلاَعِيْ قَالَ : اَخَذَ بِيَدِيْ مَكْحُوْلٌ فَقَالَ : يَا اَبَا وَهْبٍ كَيْفَ تَقُوْلُ فِي رَجُلٍ تَرَكَ صَلاَةً مَكْتُوْبَةً مُتَعَمِّدًا ؟ فَقُلْتُ مُؤْمِنٌ عَاصٍ ، فَشَدَّ بِقَبْضَتِهِ عَلَى يَدِي، ثُمَّ قَالَ :يَا اَبَا وَهْبٍ لَيَعْظُمْ شَاْنُ الاِيْمَانِ فِيْ نَفْسِكَ ، مَنْ تَرَكَ صَلاَةً مَكْتُوْبَةً مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ ذِمَّةُ اللّٰهِ،وَ مَنْ بَرِئَتْ مِنْهُ ذِمَّةُ اللّٰهِ فَقَدْ كَفَرَ ـ

حضرت مکحول نے حضرت عبید الکلاعی کا ہاتھ پکڑا اور پوچھا اے ابو وھب (یعنی اے عبید الکلاعی) فرض نماز کو قصداً ترک کرنے والے کے بارے آپ کیا کہتے ہیں ؟ میں (ابو وھب) نے کہا کہ وہ ایک گنہگار مومن ہے۔ (حضرت ابو وھب کہتے ہیں) انہوں (حضرت مکحول) نے میرا ہاتھ مزید دبایا اور یوں فرمایا اے ابو وھب تمھارے دل میں ایمان کا مقام مزید عظیم ہونا چاہیے۔ (سنو) جس کسی نے فرض نماز قصداً ترک کی، اس سے اللہ کا ذمہ بری ہو گیا۔ اور جس سے اللہ کا ذمہ بری ہو گیا وہ کافر ہو گیا۔

(یہ اثر ابن ابی شیبہ کی کتاب الایمان (۱۲۹)، اور مصنف عبد الرزاق (۵۰۰۸) میں صحیح سند سے مروی ہے علاوہ ازیں علامہ البانیؒ نے کتاب الایمان (۱۱۶) میں تخریج کی ہے)

تارک نماز کا متکبر ہونے کے سبب جنت میں داخل نہ ہونا

﴿ اِنَّمَا یُؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِّرُوْا بِھَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّ سَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّھِمْ وَ ھُمْ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ﴾ [۳۲:سجدہ:۱۵]

"ہماری آیات پر بعض لوگ یوں ایمان لائے کہ جب انہیں اِن (آیات) کے ساتھ وعظ کیا جاتا ہے تو وہ سجدے میں گر پڑتے اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے ہیں"۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس آیت میں اپنی آیات پر ایمان لانے والے لوگوں کی شان بیان فرمائی ہے کہ قرآن کریم کی آیات کے ساتھ جب انہیں وعظ کیا جاتا ہے مثلاً

﴿ قُلْ لِعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ﴾ [۱۴:ابراہیم:۳۱]

"اے میرے رسول! ایمان لانے والے میرے بندوں کو کہہ دیجئے کہ نماز قائم کریں"۔

مذکورہ آیت یا اس قسم کی دیگر آیات پر ایمان رکھنے والے وعظ کئے جانے پر "تکبر نہ کرتے ہوئے دن میں پانچ وقت اپنے رب کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں اس کی حمد اور تسبیح کرتے ہیں"۔

تکبر کرتے ہوئے نافرمانی کر کے آیات کو جھٹلانے والوں کے بارے ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿وَاِذَا قُرِیَٔ عَلَیْھِمُ الْقُرْاٰنُ لَا یَسْجُدُوْنَ بَلِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُکَذِّبُوْنَ﴾

[۸۴:الانشقاق:۲۱]

"جب ان پر قرآن (یعنی" نماز قائم کرو" کا حکم) پڑھا جاتا ہے تو سجدہ نہیں کرتے (یعنی نماز نہیں پڑھتے ہیں) بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ یہ کافر لوگ (انکار نماز اور عذاب الٰہی سے نڈر ہوتے ہوئے آخرت کی) تکذیب کرتے ہیں"۔

﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لاَ يَرْكَعُوْنَ O وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ﴾

[۷۷:المرسلات:۴۸-۴۹]

"انہیں جب کہا جاتا ہے کہ رکوع کرو (یعنی "نماز پڑھو") تو (اطاعت کرتے ہوئے) رکوع نہیں کرتے (یعنی نماز نہیں پڑھتے ہیں) (نماز ادا نہ کرتے ہوئے، اللہ کے احکام کو) جھٹلانے والوں کے لئے اس دن (یعنی قیامت کے دن) ویل (ہلاکت یا جہنم) ہے"۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے حوالے سے امتحان کی خاطر، فرشتوں سے یوں خطاب فرمایا

﴿وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْا اِلاَّ اِبْلِيْسَ اَبٰى وَ اسْتَكْبَرَ وَ كَانَ مِنَ الْكَافِرِيْنَ﴾ [۲:البقرۃ:۳۴]

"ہم نے جب فرشتوں کو کہا ؛ آدم کو سجدہ کرو تو سبھی فرشتوں نے سجدہ کیا صرف ابلیس نے سجدہ کرنے سے منہ پھیرا، تکبر کیا اور کافروں میں سے ہو گیا"

ابلیس کے اس عصیان کی انسانوں کے عصیان سے مثال دینے پر حیران نہ ہوں کیونکہ رسول اللہؐ سے مروی ایک حدیث پاک نے جرأت بخشی ہے۔

صحیح مسلم میں "باب بيان اطلاق اسم الكفر على من ترك الصلاة" (باب جو شخص نماز ترک کرے اس کے کفر کا بیان) اس باب کے تحت درج ذیل حدیث ہے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : " اِذَا قَرَأَ ابْنُ اٰدَمَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ، اِعْتَزَلَ الشَّيْطَانُ يَبْكِيْ .يَقُوْلُ : يَا وَيْلِيْ اُمِرَ ابْنُ اٰدَمَ بِالسُّجُوْدِ فَسَجَدَ فَلَهُ الْجَنَّةُ . وَ اُمِرْتُ بِالسُّجُوْدِ فَاَبَيْتُ فَلِيَ النَّارُ".

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب ابن آدم سجدہ کی آیت پڑھتا ہے پھر سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہے اور کہتا ہے ہائے میری بربادی ابن آدم کو سجدہ کا حکم ملا اور اس نے سجدہ کیا، جنت اس کی ہو گئی۔ مجھے بھی سجدہ کا حکم ملا تھا۔ لیکن میں نے سجدہ کرنے

سے انکار کیا (اس نافرمانی پر) میرے لیے (جہنم کی) آگ ہے"۔

(یہ حدیث مسلم (۲۴۴) نے روایت کی ہے)

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ ﴾

[۲۳: المومن: ٦٠]

"اپنے آپ کو بڑا گردانتے ہوئے جو لوگ میری عبادت سے منہ پھیرتے ہیں، عنقریب ذلیل وخوار ہوتے ہوئے جہنم رسید ہوں گے"۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: " لاَ يَدْخُلُ النَّارَ اَحَدٌ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِن اِيْمَانٍ وَلاَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اَحَدٌ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ كِبْرِيَاءَ".

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس آدمی کے دل میں رائی کے ذرے کے برابر ایمان ہوا وہ جہنم میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اور جس آدمی کے دل میں رائی کے ذرے کے برابر تکبر ہوا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا"۔

(یہ حدیث مسلم (۲٦٦) نے روایت کی ہے)

تارک نماز کا قیامت کے دن فرعون، ہامان، قارون اور ابی بن خلف کے ساتھ ہونا

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو؛ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ ذَكَرَ الصَّلاَةَ يَوْمًا فَقَالَ: " مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهُ نُوْرًا وَ بُرْهَانًا وَ نَجَاةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَ مَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ يَكُنْ لَهُ بُرْهَانٌ وَلاَ نُوْرٌ وَلاَ نَجَاةٌ، وَكَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ قَارُوْنَ وَ هَامَانَ وَ فِرْعَوْنَ وَ اُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ".

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے بارے گفتگو کی اور فرمایا: "جس

نے (پانچ) وقت نماز کی حفاظت کی، نماز قیامت کے دن اس کے لیے نور، برہان اور (وسیلہ) نجات ہو گئی۔ اور جس کسی نے (پانچ وقت) نماز کی حفاظت نہ کی تو قیامت کے دن (نماز) اس کے لیے نہ دلیل 'نہ نور اور نہ ہی (باعث) نجات ہو گئی اور وہ (بے نماز) قیامت کے دن قارون، ہامان، فرعون اور ابی بن خلف کے ساتھ (جہنم میں) ہو گا"۔

(یہ حدیث مسند احمد (۱۶۹)، دارمی (۳۰۱)، ابن حبان (۱۴۴۸) آجری کی الشریعہ (۱۳۵)، محمد بن نصر کی کتاب الصلاۃ (۵۸) طبرانی کی المعجم الکبیر اور بیہقی کی شعب الایمان میں صحیح سند سے مروی ہے)

امام ابن قیمؒ نے "کتاب الصلاۃ" نامی اپنی کتاب میں یہ حدیث نقل کرنے کے بعد یوں ذکر فرمایا ہے کہ تارک نماز کا خاص طور پر ان چار آدمیوں کے ساتھ ہونے کے ذکر کیے جانے کا سبب یہ ہے کہ یہ چاروں کفر کے سردار ہیں۔ یہاں پر ایک واضح اشارہ ہے کہ تارک نماز۔۔۔مال، ملک اور ریاست یا تجارت کی مشکلات کی بنا پر نماز ترک کرتا ہے جو کوئی مال کے سبب نماز ترک کرے گا وہ قارون کے ساتھ ہو گا۔ (اتنا مالدار کہ اس کے خزانوں کی چابیاں اونٹوں کی ایک جماعت اٹھاتی تھی۔ ملک (اور بادشاہی) کی بناء پر نماز ترک کرنے والا فرعون کے ساتھ ہو گا۔

ریاستی (حکومتی) ذمہ داریوں کے سبب (یعنی سرکاری ڈیوٹی کے عذر بہانے) نماز ترک کرنے والا (وزیر مملکت) ہامان کے ساتھ ہو گا۔ تجارتی مجبوریوں کی خاطر (مشہور کافر عرب تاجر) ابی بن خلف کے ساتھ ہو گا۔

تارک نماز کا آیات قرآنیہ اور آخرت کو جھٹلانا

فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ○ وَإِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنُ لَا يَسْجُدُونَ○ بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُكَذِّبُونَ○ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُوعُونَ○ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ○ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ﴿ [۸٤: انشقاق: ۲۰۔۲۵]

"اس حال میں انہیں کیا ہے کہ ایمان نہیں لا رہے ان پر جب قرآن (کی آیت اقیموا الصلاۃ) پڑھی جاتی ہے تو (اللہ کے حکم کو تسلیم کرنے کے باوجود) سجدہ (نماز) ادا نہیں کرتے۔ صحیح بات یہی ہے کہ (نماز ترک کر کے) کافر (حساب کے دن کو) جھٹلا رہے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اس کو خوب جانتا ہے جو وہ چھپا رہے ہیں۔ اس لیے (اے پیغمبر) آپؐ انہیں دردناک عذاب کی خوش خبری سنا دیجئے۔ تاہم ایمان لا کر صالح اعمال کرنے والے اس سے مستثنیٰ ہیں ان کے لیے نہ ختم ہونے والا اور نہ ہی احسان جتلایا جانے والا ایک بدلہ ہے"۔

ان آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ لوگ قرآن سے نماز فرض ہونے کی آگاہی پر بھی ترک نماز سے کافر ہو کر قیامت (حساب و کتاب) کے دن کو مانتے ہی نہیں اگرچہ زبانی طور پر کتنا ہی ایمان کا دعویٰ کیوں نہ ہو۔ اسی لئے تو اللہ عزوجل نے ایسے لوگوں کے بارے فرمایا ہے۔

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ مَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ﴾

[٢:البقرة:٨]

"لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں حالانکہ وہ ایمان والے نہیں ہیں"۔

سورۃ الانشقاق کی آیات میں مزید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو خوب جانتا ہے جو وہ چھپا رہے ہیں۔ یعنی زبانی طور پر اللہ اور آخرت پر اقرار کے باوجود نماز ادا نہ کرنے والے مسلمان ہونے کا ثبوت مہیا نہیں کرتے۔ اور مسلمانوں کو دھوکہ بھی نہیں دے سکتے۔ ہاں اپنے آپ کو دھوکے میں ڈال سکتے ہیں جیسا کہ سورہ بقرہ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

﴿يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ﴾ [٢:البقرة:٩]

" (لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں حالانکہ وہ ایمان والے نہیں ہیں) وہ اس حالت میں گویا اللہ اور ایمان والوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ (اس حقیقت کو) نہیں جانتے کہ صرف اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں"۔

﴿ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لاَ يَرْكَعُوْنَO وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِيْنَO فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُوْنَ﴾ [۷۷:المرسلات:۴۸۔۵۰]

"انہیں جب رکوع (یعنی نماز ادا) کرنے کا کہا جاتا ہے (تو اطاعت کرتے ہوئے) وہ رکوع (نماز ادا) نہیں کرتے (نماز ادا نہ کر کے قرآن کی آیات کو) جھٹلانے والوں کے لیے اس (قیامت کے) دن ویل (جہنم اور ہلاکت) ہے آخر (یہ احکام ماننے کے لیے) قرآن کی آیات کے بعد کس چیز پر وہ ایمان لائیں گے۔"

﴿فَلاَ صَدَّقَ وَلاَ صَلّٰىO وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى﴾

[۷۵:القیامۃ:۳۱۔۳۲]

"نہ تصدیق کی نہ ہی نماز ادا کی بلکہ (قرآن کی آیات کو) جھٹلایا اور (عمل کرنے سے) منہ پھیرا"۔

تارک نماز کا آخرت میں شفاعت سے محروم ہونا

﴿ فِيْ جَنّٰتٍ يَّتَسَاءَ لُوْنَ Oعَنِ الْمُجْرِمِيْنَOمَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَO قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ Oوَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ O وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَائِضِيْنَ Oوَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ O حَتّٰى اَتٰنَا الْيَقِيْنُO فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِيْنَ﴾ [۷۴:المدثر: ۴۰۔۴۸]

"(جن خوش نصیبوں کو اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں ملے گا) وہ جنتوں میں ہوں گے اور وہاں سے مجرموں سے پوچھیں گے تمہیں اس "سقر" (نامی جہنم) میں کس چیز نے

پہنچایا ہے ؟ وہ (لوگ جواباً) پکاریں گے ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہ تھے، مفلس و کنگال لوگوں کو کھانا نہیں کھلاتے تھے اور فضول گو لوگوں کے ساتھ ہم بھی فضول گوئی میں مشغول رہتے تھے۔ اور ہم حساب کتاب (قیامت) کے دن کو جھوٹ گردانتے تھے۔ بالآخر (انہی احوال میں) ہم پر موت غالب آگئی۔ پس (اس وقت) شفاعت کاروں کی شفاعت انہیں کوئی فائدہ نہیں دے گی"۔

آیت کریمہ میں مذکور مجرموں کا آخرت میں شفاعت کاروں کی شفاعت سے محروم رہنا درج ذیل چار چیزوں کے سبب سے ہے۔

۱۔ نماز پڑھنے والوں میں سے نہ ہونے کی وجہ سے

۲۔ محتاجوں کو کھانا نہ کھلانے کی وجہ سے

۳۔ کافروں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کی وجہ سے

۴۔ قیامت کے دن کو جھٹلانے کی وجہ سے

ان چار صفات کے حامل مجرم آخرت میں اپنے لیے ہرگز کوئی سفارشی نہیں پائیں گے۔ مذکورہ بالا ان چار صفات میں سب سے زیادہ خطرناک نماز کا ترک کرنا اور آخرت کے دن کو جھٹلانا ہے، ان دونوں صفات میں سے ہر ایک کا مستقل حامل ہونا اسلام سے خارج کرنے والے خصائل ہیں کسی آدمی میں ان دونوں صفات میں سے کسی ایک کا پایا جانا اس کے اسلام سے خارج اور آخرت میں شفاعت کاروں کی شفاعت سے محروم ہونے کے لیے کافی ہے۔ نیز ان دونوں صفات کا ایک ساتھ اکٹھا ہونا ضروری نہیں ہے۔ اگر کوئی یہ کہنے والا نکلے کہ کسی آدمی میں یہ دونوں صفات ایک ساتھ موجود ہوں تو اس کے بعد ہی وہ اسلام سے نکلے گا اور شفاعت کاروں کی شفاعت سے محروم ہوگا۔ ایسے آدمی سے ہم کہیں گے کہ چند ابواب پیشتر ہم "تارک نماز کا آخرت کو جھٹلانا" کے عنوان کے تحت تفصیلی گفتگو کر چکے ہیں۔ حقیقت یہی ہے کہ تارک نماز آخرت کو جھٹلا چکا ہے اسی وجہ سے شفاعت کاروں کی شفاعت سے محروم رہے گا۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

شفاعت تو کبیرہ گناہ والوں کے لیے ہے۔ اگر تارک نماز اسلام سے خارج نہیں ہوتا بلکہ صرف کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوتا ہے تو آخرت میں شفاعت کاروں کی شفاعت سے محروم نہیں ہونا چاہیے تھا۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ : عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : " شَفَاعَتِیْ لأَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ أُمَّتِیْ ".

نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: "میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہوں کے مرتکب لوگوں کے لیے ہے"۔

(یہ حدیث ابوداؤد (۴۷۳۹)، ترمذی (۲۴۳۵)، ابن ماجہ (۴۳۱۰)، اور مسند احمد (۳/ ۲۱۳) میں صحیح سند سے مروی ہے)

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ ؛ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَطَبَ . فَاَتٰی عَلٰی هٰذِهِ الاٰیَةِ ﴿ اِنَّهُ مَنْ یَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ لاَ یَمُوْتُ فِیْهَا وَ لاَ یَحْیٰی ۝وَمَنْ یَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحَاتِ فَاُوْلٰئِكَ لَهُمْ اَلدَّرَجَاتُ الْعُلٰی﴾ .فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ : " اَمَّا اَهْلُهَا الَّذِیْنَ هُمْ اَهْلُهَا فَاِنَّهُمْ لاَ یَمُوْتُوْنَ وَلاَ یَحْیُوْنَ وَاَمَّا الَّذِیْنَ لَیْسُوْا مِنْ اَهْلِهَا فَاِنَّ النَّارَ تُمِیْتُهُمْ اِمَاتَةً .ثُمَّ یَقُوْمُ الشُّفَعَاءُ فَیَشْفَعُوْنَ فَیُحْمَلُ ضَبَائِرُ .وَ یَاْتِیْ بِهِمْ نَهْرًا یُقَالُ لَهُ الْحَیَوَانُ اَوِ الْحَیَاةُ فَیَنْبُتُوْنَ كَمَا تُنْبِتُ الْغَشَاءُ فِیْ حَمِیْلَةِ السَّیْلِ ".

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک دن) دوران خطبہ یہ آیت پڑھی "جو کوئی اللہ کے حضور مجرم بن کر پہنچے گا بلاشبہ اس کے لیے جہنم ہے، وہاں نہ تو زندگی (آرام کی) ہو گی اور نہ ہی موت (جان چھڑانے والی) آئے گی۔ اور جو کوئی مومن ہو کر صالح اعمال کرتا ہوا (رب کے حضور) حاضر ہو گا، تو ان کے لیے انتہائی بلند وبالا درجات (والی جنتیں) ہیں"۔ (۲۰: طٰہ: ۷۴۔۷۵)

پھر نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: "اہل جہنم (یعنی دائمی طور پر وہاں رہنے والے) اسی کے اہل ہیں وہ نہ مریں گے اور نہ ہی زندہ ہوں گے۔ رہے وہ لوگ جو دائمی جہنمی نہیں ہوں گے، جہنم انہیں ایک ہلکے عذاب سے مار ڈالے گی پھر (یعنی عذاب کی مدت ختم ہونے پر) شفاعت کار آئیں گے اور شفاعت کریں گے۔ ان (جہنمیوں) میں سے ایک گروہ کو لیا جائے گا اور "حَیَوان" یا "حیاۃ" نامی نہر پر لایا جائے گا (وہاں انہیں غوطہ دیا جائے گا) پھر سیلاب کے چھوڑے ہوئے خس وخاک میں اگنے والی جڑی بوٹی کی طرح (تیزی سے زندہ ہو کر عمدہ انسانی) زندگی پائیں گے"۔

(یہ حدیث مسند احمد (۳/۲۰) اور ابن مندہ، کتاب الایمان (۸۲۰) میں صحیح سند سے مروی ہے)

اے اللہ کے بندے! مذکورہ بالا روایت کو جیسے آپ نے پڑھا ہے کہ "جو کوئی اپنے رب کے حضور مجرم بن کر حاضر ہوگا یعنی نماز ادا کیے بغیر مرے گا اس کے لیے جہنم ہے جہاں وہ نہ مرے گا اور نہ ہی (پر سکون) زندگی گزارنے والا ہوگا آخر یہ مجرم وہاں جہنم میں اپنے لئے کیا کچھ تیار سوچتے ہیں؟" کیا اللہ سبحانہ وتعالیٰ قرآن میں یوں ارشاد نہیں فرماتے

﴿ اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ O....... يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَ يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلاَ يَسْتَطِيْعُوْنَ O خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ وَ قَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَ هُمْ سَالِمُوْنَ O فَذَرْنِيْ وَمَنْ يُّكَذِّبُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لاَ يَعْلَمُوْنَ O وَ اُمْلِيْ لَهُمْ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ﴾ [٦٨: القلم: ٣٥...٤٢-٤٥]

"کیا مسلمانوں کے ساتھ ہم مجرموں جیسا ہی برتاؤ کریں گے ـــ اس قیامت کے روز رب العزت کی پنڈلی عیاں ہوگی اور سارے مجرم سجدے کے لئے پکارے جائیں

گے لیکن استطاعت (سجدہ کرنے کی قوت وہمت) نہیں پائیں گے۔ آنکھیں جھکی ہوں گی اور ان پر ایک ذلت طاری ہو گی۔ حالانکہ انہیں ایک وقت (دنیا میں) جب ان کے دل دماغ سلامت تھے تو اس نماز کے لئے بلایا جاتا تھا لیکن ادا نہیں کرتے تھے (آج قیامت کے دن سجدہ کی توفیق کیسے نصیب ہو جائے) اس صورت حال میں (اے ہمارے رسولؐ! جنہوں نے نماز ادا نہ کرتے ہوئے) اس قرآن کو جھٹلایا ہے آپ انہیں ہمارے لئے چھوڑ دیں۔ ہم ان پر درجہ بدرجہ یوں عذاب مسلط کریں گے کہ انہیں خبر بھی نہ ہو گی۔ (ابھی) میں انہیں مہلت دے رہا ہوں تاہم میرا عذاب بڑا شدت والا ہے"۔

﴿كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا قَلِيْلاً اِنَّكُمْ مُجْرِمِيْنَ ○ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِيْنَ ○ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لاَ يَرْكَعُوْنَ ○ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِيْنَ ○ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُوْنَ﴾ [٧٧: المرسلات: ٤٦-٥٠]

"کھاؤ (پیو) دنیا میں ذرا مزے اڑالو، بلاشبہ آخر کار تم مجرم ہو (جیسے بھی ہو آخرت میں تم "سقر" نامی جہنم میں گرنے والے ہو) اللہ تعالیٰ کے احکامات کو جھٹلانے والوں کے لئے اس (قیامت کے) دن "ویل" (ہلاکت / بربادی) ہے

"انہیں نماز پڑھو کہا جانے پر اطاعت (نماز / رکوع ادا) نہیں کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو جھٹلانے والوں کے لئے اس (قیامت کے) دن "ویل" (ہلاکت / بربادی) ہے۔ آخر (ان احکامات کے بارے) قرآن کے علاوہ کس بات پر یہ ایمان لائیں گے؟"

﴿ اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ ضَلاَلٍ وَّ سُعُرٍ ○ يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلَى وُجُوْهِهِمْ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ﴾ [٥٤ :القمر: ٤٧-٤٨]

"بلاشبہ مجرم لوگ ہلاکت اور دھکتی آگ میں ہوں گے۔ اس (قیامت کے) دن منہ کے بل آگ پر گھسیٹے جائیں گے۔ (ان مجرموں سے کہا جائے گا) "سقر" (نامی جہنم) کے مزے چکھو"۔

نماز اسلام کا دوسرا نام ہے

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ، قَالَ : بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ ، اِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيْدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ، شَدِيْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لاَ يُرٰى عَلَيْهِ اَثَرُ السَّفَرِ وَلاَ يَعْرِفُهُ مِنَّا اَحَدٌ . حَتّٰى جَلَسَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَاَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَ وَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ وَقَالَ :" يَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِىْ عَنِ الاِسْلاَمِ".

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ اچانک ہمارے پاس سفید لباس، سیاہ بالوں والا آدمی آن ظاہر ہوا۔ جس پر سفر کے اثرات دکھائی نہیں دیتے تھے اور ہم میں سے اسے کوئی بھی جانتا پہچانتا نہیں تھا۔حتیٰ کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یوں بیٹھ گیا کہ اپنے گھٹنے آپؐ کے گھٹنوں سے ملا دیئے۔اور اپنی دونوں ہتھیلیاں آپؐ کی رانوں پر رکھ دیں۔اور کہنے لگا :"اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے اسلام کے بارے خبر دیجیے؟"

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : " اَلاِسْلاَمُ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ ".

رسول اللہؐ نے فرمایا :"اللہ کے سوا دوسرا کوئی معبود برحق نہیں اور محمدؐ اس (اللہ) کے رسول ہونے کی گواہی دینے کا نام اسلام ہے"۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت میں یوں منقول ہے۔

" تَعْبُدُ اللّٰهَ لاَ تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا ".

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:" تو اللہ کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہراتے ہوئے اس کی عبادت کرے گا۔"

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت کے مطابق "اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمدؐ اس کے رسول ہیں" کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتے ہوئے اس کی عبادت کی جائے۔ اس کا مطلب ہے کہ کلمہ شہادت کا صرف زبانی اقرار قطعاً مفید نہیں ہے۔ اس کے بارے مزید وضاحت آگے آئے گی۔

حدیث جبریل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا۔

" وَ تُقِيْمَ الصَّلاَةَ " (وَفِىْ رِوَايَةِ اَبِىْ هُرَيْرَةَ) " وَ تُقِيْمَ الصَّلاَةَ الْمَكْتُوْبَةَ ".

اور تو نماز قائم کرے، (حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت میں ہے کہ) تو فرض نماز قائم کرے"

" وَ تُؤْتِىَ الزَّكَاةَ وَ تَصُوْمَ رَمَضَانَ .وَتَحُجَّ الْبَيْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَيْهِ سَبِيْلاً " قَالَ : صَدَقْتَ .قَالَ : فَعَجِبْنَا لَهُ يَسْاَلُهُ وَ يُصَدِّقُهُ.....

اور تو زکوۃ ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے اور اگر راستے کی توفیق پائے تو بیت اللہ کا حج کرے۔ اس سوال کرنے والے (نامعلوم) شخص نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے درست فرمایا۔ (حضرت عمرؓ نے کہا) کہ ہم اس پر حیران ہوئے ایک طرف (لاعلم کی طرح) سوال کرتا ہے اور (دوسری طرف جاننے والے کی طرح) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتا ہے۔۔۔۔۔۔

(یہ حدیث مسلم (۹۳، ۱۰۷) نے روایت کی ہے)

عَنْ بُسْرِ بْنِ مِحْجَنٍ عَنْ اَبِيْهِ مِحْجَنٍ اَنَّهُ كَانَ فِىْ مَجْلِسٍ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، فَاُذِّنَ بِالصَّلاَةِ ، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، فَصَلّٰى وَرَجَعَ وَ مِحْجَنٌ فِىْ مَجْلِسِهِ ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : " مَا مَنَعَكَ اَنْ تُصَلِّيَ مَعَ النَّاسِ ، اَلَسْتَ بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ ؟ " قَالَ : بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَلٰكِنِّى قَدْ كُنْتُ

صَلَّيْتُ فِيْ اَهْلِي . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: " اِذَا جِئْتَ فَصَلِّ مَعَ النَّاسِ ، وَ اِنْ كُنْتَ صَلَّيْتَ ".

حضرت مجن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں موجود تھے۔اسی دوران نماز کے لیے اذان کہی گئی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے (نماز) پڑھائی پھر اپنی جگہ واپس آئے (تو دیکھا) کہ حضرت مجنؓ تاحال اسی جگہ پر تھے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (حضرت مجنؓ) سے کہا تمہیں جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے سے کیا مانع ہوا، آیا تم ایک مسلمان نہیں ہو؟ حضرت مجنؓ نے جواب دیا۔ہاں اے اللہ کے رسولؐ میں مسلمان ہوں لیکن میں نے نماز گھر میں ہی ادا کرلی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"جب تم آؤ(اور لوگ نمازباجماعت ادا کرنے والے ہوں) تو تم لوگوں کے ساتھ(یعنی باجماعت) نماز ادا کرو۔اگرچہ تم نے (بلاجماعت) نماز ادا کررکھی ہو۔

(یہ حدیث موطاامام مالک (۱۳۲/۱)، مسند احمد (۳۴/۴)، نسائی(۸۵۸)، ابن حبان (۴۳۳)اور مستدرک حاکم (۲۴۴) میں صحیح سند سے مروی ہے۔علامہ البانیؒ نے سلسلہ صحیحہ میں تخریج کی ہے)

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ : لاَ حَظَّ فِي الاِسْلاَمِ لِمَنْ تَرَكَ الصَّلاَةَ.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس نے نماز ترک کی اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

(مؤطاامام مالک (۴۰)، دارقطنی (۵۲)، مصنف عبدالرزاق(۵۰۱۰)، مصنف ابن ابی شیبہ (۱۰۳)اور احمد، احکام النساء (۲۲۵) میں صحیح سند سے مروی ہے)

نماز اللہ پر ایمان لانے کا دوسرا نام ہے

عَنْ اَبِیْ جَمْرَةَ ؛ قَالَ : كُنْتُ اُتَرْجِمُ بَيْنَ يَدَیِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، وَبَيْنَ النَّاسِ ،فَاَتَتْهُ امْرَاَةٌ تَسْاَلُهُ عَنْ نَبِيْذِ الْجَرِّ. فَقَالَ : اِنَّ وَفْدَ عَبْدِالْقَيْسِ اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: " مَنِ الْوَفْدُ ؟" اَوْ " مَنِ الْقَوْمُ ؟" قَالُوْا : رَبِيْعَةُ . قَالَ : " مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ " اَوْ " بِالْوَفْدِ غَيْرَ خَزَايَا وَ لاَ النَّدَامٰی " قَالَ : فَقَالُوْا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! اِنَّا نَاْتِيْكَ مِنْ شُقَّةٍ بَعِيْدَةٍ وَ اِنَّ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكَ هٰذَا الْحَیَّ مِنْ كُفَّارِ مُضَرَ .وَ اِنَّا لاَ نَسْتَطِيْعُ اَنْ نَاْتِيَكَ اِلاَّ فِیْ شَهْرِ الْحَرَامِ . فَمُرْنَا بِاَمْرٍ فَصْلٍ نُخْبِرُ بِهٖ مَنْ وَرَائَنَا ، وَ نَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ . قَالَ : فَاَمَرَهُمْ بَاَرْبَعٍ . وَنَهَاهُمْ عَنْ اَرْبَعٍ .قَالَ : اَمَرَهُمْ بِالاِيْمَانِ بِاللّٰهِ وَحْدَهُ . وَقَالَ : " هَلْ تَدْرُوْنَ مَا الاِيْمَانُ بِاللّٰهِ وَحْدَهُ ؟ " قَالُوْا : اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ اَعْلَمُ . قَالَ : " شَهَادَةُ اَنْ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ ،وَ اِقَامُ الصَّلاَةِ وَ اِيْتَاءُ الزَّكَاةِ وَ صَوْمُ رَمَضَانَ وَ اَنْ تُؤَدُّوْا خُمُسًا مِنَ الْمَغْنَمِ ....."

حضرت ابو جمرہؒ کہتے ہیں میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور لوگوں کے درمیان ترجمانی کا فریضہ ادا کر رہا تھا۔ ایک عورت آئی اور حضرت ابن عباسؓ سے "جر" نامی برتن کے نبیذ کے بارے میں پوچھا آپؓ نے جواباً فرمایا عبدالقیس کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم کون سا وفد ہو یا تم کون لوگ ہو ؟" انہوں نے کہا: (ہم) ربیعہ (سے ہیں)۔ آپؐ نے فرمایا: "اس وفد یا قوم کو خوش آمدید، کسی قسم کی پشیمانی اور شرمندگی کے بغیر" اس پر ان لوگوں نے کہا: "اے اللہ کے رسول! ہم آپؐ کے پاس بہت دور کی مسافت سے آئے ہیں۔ نیز آپؐ کے اور ہمارے درمیان یہ کافروں کا "مضر" نامی قبیلہ ہے اس لیے ہم صرف حرمت والے مہینوں میں ہی

آپؐ کے پاس آسکتے ہیں پس آپؐ ہمیں فیصلہ کن احکامات سے نوازیں جن کی ہم اپنے پیچھے والوں کو (وہاں جاکر) خبر دیں اور (نتیجتاً) ہم سب جنت میں داخل ہو جائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار چیزوں کا حکم دیا اور چار چیزوں سے منع فرمایا۔ آپؐ نے انہیں اللہ پر ایمان لانے کا حکم دیا اور پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ اللہ پر ایمان لانا کیا ہے ؟ انہوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا (اللہ پر ایمان کا مطلب ہے) اس بات کی گواہی دینا، کہ اللہ کے سوا کوئی دوسرا معبود برحق نہیں ہے اور محمدؐ اس کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوۃ دینا، رمضان کے روزے رکھنا اور مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ نکالنا (یہ سب کچھ کرنا اللہ پر ایمان لانے میں شامل ہے)۔۔۔۔۔۔

(یہ حدیث مسلم (۱۱۶) اور بخاری (۵۳) نے روایت کی ہے)

اے اللہ کے بندے ! مذکورہ بالا حدیث میں قابل استفادہ بہت سے مقامات ہیں ان پر بحث کیے بغیر اس مقام سے گذر جانا ایک علمی خیانت ہے اس سے چشم پوشی کی بجائے ہر ایک کے لیے قابل فہم اسلوب میں وضاحت کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے حدیث مبارکہ میں درج ذیل فوائد ہیں

۱۔ اسلام کے بارے جاننے والے کو پہلا حکم "ایک اللہ پر ایمان لانا" ہے

۲۔ یہ حدیث صرف ایک اللہ پر ایمان کا مطلب سکھاتی ہے

۳۔ "ایک اللہ پر ایمان میں" صرف زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق ہی کافی نہیں بلکہ عمل بالجوارح بھی شامل ہے۔

۴۔ خاص طور پر ہمارے موضوع کے حوالے سے نماز کا اللہ پر ایمان میں داخل ہونا۔

اس طرح سے ہم نے "عمل ایمان میں سے نہیں ہے" کے قاعدے کلیے کے ساتھ "نماز ایمان میں سے نہیں" کا فتوی دینے والے مرجیہ کے گروہ اور دور حاضر میں ان کے ہم نوا لوگوں کی آواز کو باطل کر دیا ہے ہم اتباع کتاب وسنت کی توفیق بخشنے والے رب کریم کے حمد گذار ہیں۔

﴿ أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ وَ مِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ وَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرَاهِيْمَ وَ اِسْرَائِيْلَ وَ مِمَّنْ هَدَيْنَا وَ اجْتَبَيْنَا اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَ بُكِيًّا O فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوْا الصَّلٰوةَ وَ اتَّبَعُوْا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّاO اِلاَّ مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلاَ يُظْلَمُوْنَ شَيْئًا ﴾

[١٩:مریم: ٥٨-٦٠]

"یہ پیغمبر (جن کے ناموں کا پہلے ذکر ہو چکا ہے) وہ لوگ ہیں جن پر اللہ کے انعامات واحسانات ہوئے یہ نسل آدم میں سے ہیں یہ نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں اٹھائے جانے والے ہیں۔ یہ ابراہیم (علیہ السلام) اور اسرائیل (یعقوب علیہ السلام) کی اولاد میں سے ہیں۔ ہم نے انہیں ہدایت بخشی اور ہم نے انہیں اپنے لیے منتخب کر لیا ان پر جب رحمٰن (صفت والے اللہ) کی آیات (مثلاً اقیموا الصلوۃ) پڑھی جاتیں ہیں تو روتے ہوئے سجدے میں گر پڑتے تھے۔

پھر (ان پیغمبروں اور صالحین) کے بعد (ایسی نالائق) نسل آئی جنہوں نے نماز ترک کر ڈالی خواہشات وشہوات کے پیچھے پڑ گئے۔ یہ لوگ جہنم کی "غی" نامی وادی میں ڈالے جائیں گے۔ ہاں توبہ تائب ہو کر ایمان لانے کے بعد صالح اعمال کرنے والے اس سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ ان پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں ہوگا اور یہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے"۔

اے اللہ کے بندے! تم دیکھ رہے ہو کہ پیغمبروں اور صالح لوگوں کے بعد نالائق نسل کی ترک کردہ واحد شے نماز ہے اگر "تارک نماز کا ایمان ہوتا" تو فوراً بعد والی آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ یہ نہ فرماتے کہ توبہ کر کے ایمان لا کر صالح اعمال کرنے والے (جہنم رسید ہونے سے) مستثنیٰ ہیں۔

باقی رہا خواہشات کا معاملہ، تو نماز کو ترک کرنے کے بعد برائی سے بچانے والی چیز

توان کے ہاتھوں سے نکل چکی ہے کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی فرماتے ہیں۔

﴿ وَ اَقِمِ الصَّلاَةَ اِنَّ الصَّلاَةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَ الْمُنْكَرِ ﴾

[٢٩ : العنكبوت: ٤٥]

"اے میرے پیغمبر! نماز ادا کیجیے بے شک نماز برائی اور بے حیائی سے روکتی ہے"

امام طبری اپنی تفسیر میں یوں کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل کی بیان کردہ نماز ترک کرنے والی بری نسل اگر مومن ہوتی تو اللہ عزوجل ایمان والوں کو ان سے مستثنیٰ قرار نہ دیتے۔ بلکہ یوں کہتے کہ یہ (تارک نماز) بری نسل اس امت میں سے ہے اور آخری زمانہ میں ہو گئی

عطا ابن رباحؒ بھی کہتے ہیں کہ "یہ بری نسل امت محمدیہ میں سے ہے"۔ (یعنی امت محمدیہ کے لوگوں پر نماز فرض کی گئی ہے۔ اور یہ امت محمدیہ میں سے ہونے کے باوجود ترک نماز کا جرم کر رہے ہیں)

مجاہدؒ بھی کہتے ہیں کہ "یہ (ترک نماز والی) بری نسل قیامت کے قریب امت محمدی کے صالح افراد کے رخصت ہو جانے کے بعد آئے گی"۔ (تفسیر طبری ١٦/ ٩٩)

اے اللہ کے بندے! اللہ سبحانہ وتعالی کی آیت میں ذکر کردہ بری نسل کو اگر تو نے پہچان لیا گویا دنیا اور آخرت کی کامیابی حاصل کر لی۔

یہی (تارک نماز) بری نسل نماز کا انکار کر کے نہیں صرف خواہشات نفس کی پیروی میں نماز چھوڑنے کے سبب "وادی غی" (جہنم کا ایک حصہ) میں ڈالی جائے گی۔

﴿ فَمَا لَهُمْ لاَ يُؤْمِنُوْنَ ○ وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لاَ يَسْجُدُوْنَ ○ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُكَذِّبُوْنَ ..... اِلاَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوْا الصّٰلِحَاتِ ..... ﴾

[٨٤: الانشقاق : ٢٠، ٢٢-٢٥]

"انہیں کیا ہوا ہے کہ ایمان نہیں لاتے ہیں۔ انہیں جب قرآن (یعنی اقیموا الصلوۃ) کی آیت پڑھی جاتی ہے تو (اللہ کا حکم سننے کے باوجود) سجدہ (یعنی نماز) ادا نہیں

کرتے۔ صحیح بات یہی ہے کہ (نماز ترک کر کے) کافر ہونے والے حساب کتاب (قیامت) کے دن کو جھٹلا رہے ہیں۔ صرف ایمان لا کر صالح عمل کرنے والے مستثنیٰ ہیں"۔

اے اللہ کے بندے! آپ یہاں بھی دیکھ رہے ہیں کہ نماز ترک کرنے والوں پر ایمان نہ لانے اور کفر (کے مرتکب ہونے) کا الزام لگایا جا رہا ہے۔ اور اس کے بعد ایمان لانے والے ان سے مستثنیٰ کیے جاتے ہیں۔

اے بندہ خدا! مت خیال کر کہ یہ ہماری سوچ ہے بلکہ جن سے اللہ راضی ہو چکے وہ صحابی یوں بیان کرتے ہیں۔

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ: "لاَ اِیْمَانَ لِمَنْ لاَ صَلاَةَ لَهُ".

حضرت ابو درداء یوں فرماتے ہیں کہ: "جس کی نماز نہیں اس کا کوئی دین نہیں"۔

(یہ اثر امام عبدالبر نے تمہید (۴/ ۲۲۵) میں صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے نیز علامہ البانیؒ نے ترغیب (۵۷۴) میں تخریج کی ہے)

ایک وقت نماز ترک کرنے والے کے دیگر اعمال کا باطل ہونا

﴿ وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْكَ وَ اِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ﴾ [۳۹: الزمر: ۶۵]

"بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ سے پہلے (انبیاء کی) طرف یہی وحی کی گئی۔ لہذا اگر (آپؐ بھی) اللہ کا شریک ٹھہرائیں گے تو ضرور خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے"۔

﴿ وَ مَنْ یَّكْفُرْ بِالاِیْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَ هُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ﴾ [۵: المائدة: ۵]

"جو کوئی بھی کفر کرے گا۔ (یعنی ایمان کے لیے ضروری اعمال ادا نہ کرتے

ہوئے کافر ہو گیا) تو اس کے کردہ سارے اعمال برباد ہو جائیں گے اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں میں سے ہو گا"۔

عَنْ بُرَيْدَةَ الأَسْلَمِيِّ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : " مَنْ تَرَكَ صَلاَةَ الْعَصْرِ مُتَعَمِّدًا اَحْبَطَ اللّٰهُ عَمَلَهُ ".

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو کوئی جانتے بوجھتے (ایک) نماز عصر ترک کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے کردہ (دیگر تمام) اعمال بھی برباد کردے گا"۔

(یہ حدیث مسند احمد (۵/۳۶۰) میں مروی کی ہے۔ ہیثمی نے مجمع الزوائد ( ) میں اس کے راویوں کو صحیح قرار دیا ہے)

مذکورہ بالا آیات و احادیث میں اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانے والے اور ایمان کا موجب بننے والے اعمال ادا نہ کر کے کافر ٹھہرنے والے کے کردہ دیگر اعمال بھی باطل اور بے کار ہو جاتے ہیں۔ (یعنی اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول نہیں رہتے)

اے اللہ کے بندے! اچھی طرح جان لے کہ گزشتہ ابواب میں دلائل سے تارک نماز کو مشرک اور کافر ثابت کر چکے ہیں تکرار کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر آپ بھول گئے ہیں تو دوبارہ پڑھ لیں۔

عام معنی میں اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرنے والوں کے اعمال برباد ہونے پر دلالت کرنے والی بہت سی دیگر آیات ہیں۔ جو کہ ہمارے دعوی کی تائید کرتی ہیں۔

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ شَاقُّوا الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى لَنْ يَّضُرُّوْا اللّٰهَ شَيْئًا وَ سَيُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ ﴾

[٤٧ : محمد : ٣٢]

"بلاشبہ جو لوگ کافر ہو کر اللہ کی راہ سے منہ پھیرتے ہیں اور حق واضح ہو جانے کے بعد (اللہ کے) رسول کی مخالفت کرتے ہیں تو یہ لوگ اللہ تعالیٰ کا کسی شے سے نقصان

نہیں کر سکتے۔ہاں (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) ان کی تمام اعمال برباد کر دیئے جائیں گے"۔

اے اللہ کے بندے! ترک نماز سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔اللہ کی راہ سے بھٹک جاتا ہے۔ علاوہ ازیں کتاب وسنت کی رو سے تارک نماز کافر ہے یہ واضح ہو جانے کے باوجود اللہ کے رسول کی مخالفت کرتے رہنے سے اللہ کو ذرہ برابر بھی نقصان نہیں پہنچایا جاسکتا (بلکہ اپنی ہی بربادی کا سامان کیا جاتا ہے)

ہمارے موضوع سے متعلقہ ایک آیت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ بڑی وضاحت سے یوں فرماتے ہیں۔

﴿ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لاَ يَرْكَعُوْنَ○ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِيْنَ﴾

[٧٧: المرسلات: ٤٨-٤٩]

"انہیں جب رکوع (نماز) ادا کرنے کے بارے کہا جاتا ہے تو رکوع (نماز) ادا نہیں کرتے ہیں ایسے جھٹلانے والوں کے لیے اس (قیامت کے) دن ہلاکت ہے"۔

اللہ کے اہم ترین احکامات میں سے نماز ہے جس آدمی کو (نماز کا) یہ اہم حکم پہنچ گیا لیکن اس نے اللہ کی اطاعت کرتے ہوئے نماز ادا کرنے کی بجائے نافرمانی کی (یعنی نماز ادا نہ کی) تو اس کے دیگر تمام اعمال اس ایک نافرمانی کی وجہ سے باطل اور بے کار ہو جاتے ہیں کیونکہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کردہ مخالفت (نافرمانی) دیگر تمام اعمال کو بھی برباد کر دیتی ہے۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ قرآن مجید میں یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلاَ تُبْطِلُوْا اَعْمَالَكُمْ﴾

[٤٧: محمد: ٣٣]

"اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرو اور (انکار و مخالفت کر کے) اپنے اعمال برباد نہ کرو"۔

مذکورہ بالا تمام آیات کا معنی عام ہے یعنی اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کردہ مخالفت خواہ کیسے ہی ہو یہ مخالفت دیگر تمام اعمال کو ضائع کر دیتی ہے۔

ہمارے مسئلے کو خاص کرنے والی ایک حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوں فرماتے ہیں۔

عَنْ اَبِی الْمَلِیْحِ قَالَ : كُنَّا مَعَ بُرَيْدَةَ فِي غَزْوَةٍ فِي يَوْمٍ ذِیْ غَيْمٍ ، فَقَالَ : بَكِّرُوْا بِصَلَاةِ الْعَصْرِ ، فَاِنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ : " مَنْ تَرَكَ صَلَاةَ الْعَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ ".

ابو ملیح بیان کرتے ہیں کہ ایک ابر آلود دن میں ہم حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معیت میں کسی غزوہ میں (بر سرپیکار) تھے۔ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (ہمیں مخاطب کرکے) فرمایا کہ نماز عصر کو اول وقت ادا کرو کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: "جس کسی نے نماز عصر ترک کردی بلاشبہ اس کے تمام اعمال برباد ہوگئے"۔

(یہ حدیث بخاری (۵۵۳) نے روایت کی ہے)

اے اللہ کے بندے! آپ دیکھ رہے ہیں کہ صرف نماز عصر چھوڑنے سے تمام اعمال برباد ہورہے ہیں۔ عمر بھر ہر دن کی پانچ نمازیں ترک کرنے والے کا کیا حال ہوگا۔ کبھی اس پر آپ نے غور کیا؟

تارک نماز اللہ سے نہیں ڈرتا

﴿ مُنِيبِينَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوْا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴾

[۳۰: الروم: ۳۱]

"تمام تر رخ اللہ تعالیٰ کی طرف ہی کرتے ہوئے اس کی اطاعت کرو، اس سے ڈرو، نماز قائم (ادا) کرو اور مشرکین میں سے نہ ہو"۔

اے اللہ کے بندے! آپ دیکھ رہے ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے اوپر ایمان لانے والے بندوں کو اپنے سے ڈرنے اور نماز قائم کرنے کا حکم دے رہا ہے۔ ڈرنے والے بندے

اپنے رب کی اطاعت کرتے ہوئے سجدہ بجا لاتے ہیں اس آیت کی توضیح کرنے والی ایک حدیث شریف میں یوں مروی ہے۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : يَعْجَبُ رَبُّكَ عَزَّوَجَلَّ مِنْ رَاعِي غَنَمٍ فِي رَأْسِ شَظِيَّةٍ بِجَبَلٍ ، يُؤَذِّنُ لِلصَّلَاةِ ، وَيُصَلِّي .فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ : اُنْظُرُوْا اِلٰى عَبْدِيْ هٰذَا يُؤَذِّنُ وَيُقِيْمُ لِلصَّلَاةِ ، يَخَافُ مِنِّي ، قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِيْ، وَاَدْخَلْتُهُ الْجَنَّةَ .

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "پہاڑ کی چوٹی پر بکریوں کے چرواہے پر اللہ عزوجل خوش ہوتے ہیں کیونکہ وہ نماز کے لئے اذان دیتا ہے اور پھر نماز ادا کرتا ہے۔اس پر اللہ تعالیٰ (فرشتوں سے) یوں فرماتے ہیں "میرے اس بندے کو دیکھو، اذان پڑھ کر نماز ادا کر رہا ہے اور مجھ سے ڈر رہا ہے۔میں نے بھی اپنے بندے کے گناہ معاف کر دیئے اور اسے جنت میں داخل کروں گا"۔

(یہ حدیث ابوداؤد (۱۲۰۳)، نسائی (۲/ ۲۰)،احمد (۴/ ۱۴۵)، ابن حبان (۲۶۰) اور طبرانی کبیر (۱۷/ ۸۳۳) میں صحیح سند سے مروی ہے۔علامہ البانیؒ صاحب نے سلسلہ صحیحہ (۴۱) میں تخریج کی ہے)

اے اللہ کے بندے! آپ دیکھ رہے ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نماز ادا کرنے والے بندے کے بارے اپنے سے ڈرنے کی خبر دے رہے ہیں۔آپ کا کیا خیال ہے؟ کیا نماز ادا نہ کرنے والے کے بارے بھی یہی بات کہی جا سکتی ہے؟ اگر یہی الفاظ نماز ادا نہ کرنے والے کے بارے کہے جا سکتے ہیں تو پھر نماز ادا کرنے اور ادا نہ کرنے والے میں کوئی فرق نہیں تھا اور یہ اللہ تعالیٰ کی عدالت کے شایان شان نہیں ہے۔اسے بھی اچھی طرح جان لو کہ اللہ سے ڈرنا" لا الہ الا اللّٰہ" کے تقاضوں میں سے ہے۔

﴿ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاتَّقُوْنِ﴾ [النحل : ۲ : ۱٦]

"میرے سوا اور کوئی الہ نہیں، پس مجھ ہی سے ڈرو"۔

ترک نماز پر دین کا خاتمہ ہے

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؛ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : " اَوَّلُ مَا تَفْقِدُوْنَ مِنْ دِيْنِكُمْ الأَمَانَةَ وَ اٰخِرُهُ الصَّلاَةَ ".

نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: ”تمہارے دین میں سب سے پہلے ترک کی جانے والی چیز امانت ہے۔اور سب سے آخر پر تم لوگ نماز چھوڑو گے“۔

(یہ حدیث ابو نعیم، حلیہ (۶/ ۲۶۵)، اخبار(۲/ ۲۱۳)اور طبرانی نے ابن مسعود سے المعجم الکبیر (۹۷۵۴) میں، خرائطی نے مکارم (۷۷) میں اور طبرانی نے اوسط (۱۳۸/۱) میں حضرت عمر سے صحیح سند سے روایت کی ہے۔علاوہ ازیں البانیؒ نے سلسلہ صحیحہ (۱۷۳۹) میں تخریج کی ہے)

جی ہاں، دین میں پہلی کی طرح سب سے آخری چیز بھی نماز ہے تارک نماز ہونے کے بعد کسی شخص کے دین میں سے کوئی چیز بھی باقی نہیں رہتی ہے۔گزشتہ ابواب میں نقل کردہ احادیث کے مطابق نماز ادا نہ کرنے والے کا کوئی دین نہیں ہے۔

نماز ادا نہ کرنے والے کی گردن مارنا

﴿فَاِذَا انْسَلَخَ الاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوْا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَ خُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ فَاِنْ تَابُوْا وَ اَقَامُوْا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوْا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَحِيْمٌ﴾ [۹: التوبة :۵]

”حرمت والے مہینے گزرنے پر ان مشرکوں کو جہاں بھی پاؤ انہیں قتل کرو، انہیں پکڑو اور قید کرو، ان کی تاک میں ہر گھات میں بیٹھو۔اگر توبہ کریں، نماز پڑھیں اور زکوۃ دیں تو انہیں آزاد چھوڑ دو بے شک اللہ تعالی غفور رحیم ہے“۔

اللہ سبحانہ وتعالی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل ایمان کو مخاطب ہو کر حرمت والے

مہینے گزر جانے پر مشرکوں سے قتال کرنے کا حکم دے رہے ہیں اللہ عزوجل مشرکوں کو قتال سے پہلے انہیں پکڑنے ان کی راہیں روکنے اور انہیں قید کرنے کا حکم دے رہے ہیں۔ (یعنی ان کی بیویاں ان کے بچے ان کے مال مسلمانوں کے لیے حلال ٹھہرا رہے ہیں) تاہم اس کے بعد اس سے نجات پانے کے لیے تین شرائط ذکر کی ہیں۔

۱۔ شرک سے پلٹ کر توبہ کرنا، یعنی زبانی طور پر کلمہ شہادت کا اقرار کرنا۔

۲۔ نماز ادا کیے بغیر کردہ توبہ کی عملی تصدیق نہیں ہوتی اسی وجہ سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ قرآن میں یوں فرما رہے ہیں۔

﴿ فَلاَ صَدَّقَ وَ لاَ صَلّٰی O وَلٰکِنْ کَذَّبَ وَتَوَلّٰی ﴾

[۷۵: القیامۃ: ۳۱-۳۲]

"نہ تصدیق کی نہ ہی نماز ادا کی بلکہ جھٹلایا اور عمل کرنے سے منہ پھیرا"۔

﴿ وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ ارْکَعُوْا لاَ یَرْکَعُوْنَ Oوَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِلْمُکَذِّبِیْنَ﴾

[۷۷: المرسلات: ۴۸-۴۹]

"اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ رکوع (نماز) ادا کرو تو رکوع (نماز) ادا نہیں کرتے۔ جھٹلانے والوں کے لیے اس روز ہلاکت ہے"۔

اے اللہ کے بندے! آیات کریمہ سے واضح ہے کہ اللہ عزوجل کے "نماز ادا کرو" نامی حکم کی اطاعت نہ کر کے اللہ کے نازل کردہ احکام کی تکذیب ہوتی ہے۔

۳۔ اللہ کی فرض کردہ زکوۃ بھی ادا کرنا ہے۔ ان شرائط کو پورا کرنے والے ہر آدمی کی جان، مال اور عزت و آبرو مسلمانوں پر حرام ہیں۔ ان کی خطاؤں کے لیے اللہ غفور رحیم ہے امام بخاریؒ اس آیت کی توضیح میں درج ذیل حدیث ذکر کرتے ہیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؛ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ : "اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَشْھَدُوا اَنْ لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہِ ، وَ یُقِیْمُوْا الصَّلاَۃَ وَ یُؤْتُوْا

الزَّكَاةَ . فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّی دِمَائَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ اِلاَّ بِحَقِّ الْاِسْلَامِ ، وَحِسَابُهُمْ عَلَی اللّٰهِ "۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھے لوگوں سے اس وقت تک لڑنے کا حکم دیا گیا ہے جب تک وہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود برحق نہ ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ کے رسول ہونے، کی شہادت نہ دیں، نماز قائم نہ کریں اور زکوۃ ادا نہ کریں۔جب وہ یہ کام کرنے لگ جائیں تب انہوں نے اپنے خون اور مال مجھ سے محفوظ کروالیے تاہم اسلام کا حق باقی ہے اور ان کا حساب وکتاب اللہ کے ذمے ہے"۔

(یہ حدیث بخاری(۲۵)اور مسلم(۱۲۹)نے روایت کی ہے)

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: " اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوا اَنْ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ ، وَاَنْ يَسْتَقْبِلُوْا قِبْلَتَنَا وَ اَنْ يَاْكُلُوْا ذَبِيْحَتَنَا وَ اَنْ يُصَلُّوْا صَلاَتَنَا فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ حَرُمَتْ عَلَيْنَا دِمَائُهُمْ وَ اَمْوَالُهُمْ اِلاَّ بِحَقِّهَا، لَهُمْ مَا لِلْمُسْلِمِيْنَ وَعَلَيْهِمْ مَا عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ".

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھے لوگوں کے ساتھ لڑنے کا حکم دیا گیا ہے۔جب تک وہ اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کے الہ نہ ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہونے کی شہادت نہ دیں ہمارے قبلے کی طرف رخ نہ کریں ہمارا ذبیحہ نہ کھائیں اور ہماری نماز ادا نہ کریں جب وہ یہ کریں گے تب ان کی جانیں اور مال ہمارے لیے حرام ہیں صرف (اسلام کا) حق مستثنیٰ ہے۔(نیز اب)ان کے وہی حقوق ہیں جو مسلمانوں کے ہیں اور ان کے ذمے بھی وہی کچھ ہے جو مسلمانوں کے ذمے ہے"۔

(یہ حدیث ابو داؤد(۲۶۴۱)، ترمذی(۲۶۰۸)اور مسند احمد(۲/۶۱، ۲۶۹) میں صحیح سند کے ساتھ مروی ہے)

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ نَعِیْمٍ قَالَ : سَمِعْتُ اَبَاسَعِیْدِ الْخُدْرِیَّ یَقُوْلُ : بَعَثَ عَلِیُّ بْنُ اَبِی طَالِبٍ اِلَی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْیَمَنِ ، بِذَهَبَةٍ فِیْ اَدِیْمٍ مَقْرُوْظٍ .لَمْ تُحَصَّلْ مِنْ تُرَابِهَا. قَالَ : فَقَسَمَهَا بَیْنَ اَرْبَعَةِ نَفَرٍ ؛ بَیْنَ عُیَیْنَةَ ابْنِ بَدْرٍ، وَ الْاَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ ، وَ زَیْدِ الْخَیْلِ ، وَ الرَّابِعُ اِمَّا عَلْقَمَةُ بْنُ عُلاَثَةَ وَ اِمَّا عَامِرُ بْنُ الطُّفَیْلِ . فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِهِ : کُنَّا نَحْنُ اَحَقَّ بِهٰذَا مِنْ هٰؤُلاَءِ . قَالَ : فَبَلَغَ ذٰلِکَ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ : " اَلاَ تَاْمَنُوْنِیْ ؟ وَاَنَا اَمِیْنُ مَنْ فِی السَّمَاءِ ، یَاْتِیْنِیْ خَبَرُ السَّمَاءِ صَبَاحًا وَ مَسَاءً " .قَالَ : فَقَامَ رَجُلٌ غَائِرُالْعَیْنَیْنِ، مُشْرِفُ الْوَجْنَتَیْنِ نَاشِزُ الْجَبْهَةِ ، کَثُّ اللِّحْیَةِ، مَحْلُوْقُ الرَّاْسِ،مُشَمَّرُ الْاِزَارِ . فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! اتَّقِ اللّٰهَ . فَقَالَ : " وَیْلَکَ اَوَ لَسْتُ اَحَقَّ اَهْلِ الْاَرْضِ اَنْ یَتَّقِیَ اللّٰهَ " قَالَ : ثُمَّ وَلَّی الرَّجُلُ . فَقَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِیْدِ : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! اَلاَ اَضْرِبُ عُنُقَهُ ؟ فَقَالَ : " لاَ ، لَعَلَّهُ اَنْ یَکُوْنَ یُصَلِّی" . قَالَ خَالِدٌ : وَکَمْ مِنْ مُصَلٍّ یَقُوْلُ بِلِسَانِهِ مَا لَیْسَ فِیْ قَلْبِهِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: " اِنِّی لَمْ اُوْمَرْ اَنْ اَنْقُبَ عَنْ قُلُوْبِ النَّاسِ وَلاَ اَشُقَّ بُطُوْنَهُمْ "

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یمن سے کچھ سونا دباغت شدہ چمڑے میں بھیجا جو کہ تاحال مٹی سے جدا نہیں کیا گیا تھا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چار آدمیوں میں اسے تقسیم فرمادیا۔عیینہ ابن بدر، اقرع بن حابس، زید الخیل اور چوتھے علقمہ بن علاثہ تھے یا عامر بن طفیل۔

اصحاب رسولؐ میں سے کسی ایک نے کہا کہ ہم اس احسان کے ان کی نسبت زیادہ حق دار تھے۔یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنے پر نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کیا تم مجھ پر اعتماد نہیں کرتے ہو ؟میں تو سات آسمانوں کے اوپر والے رب العزت

کا امین ہوں۔ صبح شام میرے پاس آسمان سے خبر (یعنی وحی) آتی ہے۔ اس پر ایک آدمی کھڑا ہوتا ہے۔ جس کی دونوں آنکھیں گڑھی ہوئی تھیں، دونوں گال (کپے کی طرح) پھولے ہوئے، پیشانی ابھری ہوئی، داڑھی گھنی، سر منڈا ہوا اور تہبند اوپر کو اٹھائے ہوا تھا۔ وہ کہنے لگا۔ اے اللہ کے رسولؐ! اللہ سے ڈرو"۔ اس پر آپؐ نے فرمایا تیرا ستیاناس ہو۔ کیا اس روئے زمین پر تمام انسانوں سے زیادہ اللہ سے ڈرنے کے لائق میں نہیں ہوں؟ اس پر وہ آدمی پیٹھ پھیر کر چل دیا۔

حضرت خالد بن ولیدؓ نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں اس کی گردن نہ اڑادوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "شاید نماز ادا کرتا ہو" اس پر حضرت خالدؓ نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کتنے ہی نمازی ایسے ہیں جو اپنی زبان سے وہ بات کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں ہوتی"۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھے لوگوں کے دل چیرنے اور پیٹ پھاڑنے کا حکم نہیں دیا گیا ہے"۔

(یہ حدیث مسلم (۲۴۵۲) نے روایت کی ہے)

عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَدِي بْنِ الْخِيَارِ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَدِي حَدَّثَهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ بَيْنَ ظَهْرَانِي النَّاسِ ،اِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ يَسْتَاْذِنُهُ اَنْ يَسَارَّهُ ، فَاَذِنَ لَهُ ، فَسَارَّهُ فِيْ قَتْلِ رَجُلٍ مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ ، فَجَهَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِكَلاَمِهِ وَ قَالَ : " اَلَيْسَ يَشْهَدُ اَنْ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ ؟ " قَالَ : بَلٰى ،يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، وَلاَ شَهَادَةَ لَهُ .قَالَ : " اَلَيْسَ يُصَلِّي ؟ " قَالَ : بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، وَلاَ صَلاَةَ لَهُ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : " اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ نُهِيْتُ عَنْ قَتْلِهِمْ ".

ایک دن نبی علیہ الصلاۃ والسلام صحابہ کرام کے درمیان تشریف فرما تھے۔ کہ ایک آدمی آیا۔ آپؐ سے سرگوشی کرنے کی اجازت چاہی۔ آپؐ نے

اجازت دی تو اس نے (ایک منافق) کے قتل کے بارے سر گوشی کی۔اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بآواز بلند کہا۔"کیا وہ لا اله الا الله کی شہادت نہیں دیتا"؟اس نے کہا جی ہاں اے اللہ کے رسولؐ! لیکن اس کی کوئی شہادت نہیں ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: "کیا وہ نماز نہیں پڑھتا ہے"؟اس آدمی نے کہا جی ہاں اے اللہ کے رسولؐ! لیکن اس کی کوئی نماز نہیں ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔یہی وہ (لا اله الا الله کی شہادت دینے اور نماز ادا کرنیوالے) لوگ ہیں جن کے قتل سے مجھے منع کیا گیا ہے۔

(یہ حدیث ابن حبان (۱۲) اور بیہقی (۸/ ۱۹٦) نے روایت کی ہے)

اے اللہ کے بندے! آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس باب کے شروع میں ہم نے جو آیات اور احادیث ذکر کی ہیں وہ

۔کلمہ شہادت کا اقرار نہ کرنے

۔نماز قائم نہ کرنے

۔زکوۃ ادا نہ کرنے والے کے مال ، جان اور عزت کے مسلمانوں کے لئے حلال ٹھہرانے کی خبر دیتے ہوئے قتل کرنے کا حکم دے رہی ہیں۔

مذکورہ احادیث میں صرف تارک نماز کے قتل کیے جانے کی بھی نشان دہی ہے۔اس بناء پر ایک آدمی کے قتل کیے جانے کے لیے مذکورہ بالا تینوں چیزوں کا ترک کرنا لازم نہیں ہے کیونکہ صحیح روایت سے ثابت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صرف (ایک) زکوۃ ترک کرنے والوں کے خلاف اعلان جہاد کیا تھا۔اس جہاد کی تفصیلات ہمارے موضوع سے متعلق نہیں ہیں اس لئے یہاں تفصیلی ذکر نہیں کیا جا رہا ہے۔

نو مسلم کو سکھائی جانے والی پہلی چیز نماز ہے

عَنْ اَبِیْ مَالِكِ الْاَشْجَعِیِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَسْلَمَ الرَّجُلُ كَانَ اَوَّلُ مَا يُعَلِّمُنَا الصَّلَاةَ اَوْ قَالَ : عَلِّمْهُ الصَّلَاةَ .

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمان ہونے والے شخص کو سب سے پہلے نماز سکھانے کا اہتمام کرتے۔

(یہ حدیث طبرانی کبیر ( )، مسند بزار (۳۳۸) میں صحیح سند سے مروی ہے۔ ہیثمی نے مجمع الزوائد (ا/ ۲۹۳) میں راویوں کو رجال الصحیح قرار دیا ہے)

آخرت میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہو گا

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؛ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الصَّلَاةُ ، فَاِنْ صَلَحَتْ صَلَحَ لَهُ سَائِرُ عَمَلِهِ وَ اِنْ فَسَدَتْ فَسَدَ سَائِرُ عَمَلِهِ ".

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قیامت کے دن بندے سے سب سے پہلے جس (عمل) کا حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے۔ اگر نماز صحیح ہوئی (یعنی نماز کے حساب میں کامیاب رہا) تو دیگر اعمال بھی صحیح ٹھہریں گے۔ اگر نماز فاسد ٹھہری (یعنی نماز کے حساب سے نجات نہ ملی) تو دیگر تمام اعمال بھی فاسد ٹھہریں گے (یعنی دیگر اعمال کے حساب سے بھی نجات نہیں پائے گا)

(یہ حدیث طبرانی کبیر (۱۰۴۳۵) میں ابن مسعود سے اور ابو عاصم کی الاوائل (۳۵) میں صحیح سند سے مروی ہے۔ علامہ البانیؒ نے بھی سلسلہ صحیحہ ( ) میں تخریج کی ہے)

اسلامی اخوت صرف نماز سے ممکن ہے

﴿ فَاِنْ تَابُوْا وَ اَقَامُوْا الصَّلَاۃَ وَ اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَاِخْوَانُکُمْ فِی الدِّیْنِ وَ نُفَصِّلُ الْاٰیَاتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ﴾ [۹:التوبة:۱۱]

اگر (وہ کافر مشرک لوگ) توبہ کر کے نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں تو پھر تمہارے دینی بھائی ہیں۔ ہم آیات کو سمجھنے والے لوگوں کے لیے تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں اسلامی بھائی چارے کو نماز کی ادائیگی کے ساتھ ممکن قرار دیا ہے۔ کیونکہ تارک نماز کے ایمان اور اسلام سے نکل جانے کی وجہ سے اس کے ساتھ بھائی چارے کی بنیاد باقی نہیں رہتی۔ لیکن نماز ادا کرنے والا مومن ہے اور ہر مومن کا بھائی ہے۔ جس کی وضاحت اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اس آیت میں یوں کی ہے

﴿ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ ﴾ [۴۹:الحجرات:۱۰]

''مومن (آپس میں دینی) بھائی ہیں''۔

جیسا کہ مومن آپس میں دینی بھائی ہیں اسی طرح بھائی نہ ٹھہرنے والے دیگر لوگوں کو دوست بھی نہیں بنا سکتے۔ کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ قرآن میں مومنین کے علاوہ دوسروں سے دوستی گانٹھنے سے بالکل منع کر رہا ہے۔

﴿ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا لَا تَتَّخِذُوْا الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَاءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴾

[٤ : النساء:١٤٤]

''اے ایمان والو! مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بناؤ''۔

اور آپ کے ہاتھوں میں موجود یہ رسالہ تارک نماز کو دلائل سے ''کافر'' ثابت کر رہا ہے۔

﴿ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَکُمْ ھُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِیْنَ

أُوْتُوْا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ الْكُفَّارَ اَوْلِيَاءَ وَاتَّقُوْا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ ﴾

[٥ :المائدة:٥٧]

"اے ایمان والو! جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی ان میں سے تمہارے دین کو کھیل تماشا سمجھنے والوں کو دوست نہ ٹھہراؤ اور نہ ہی دوسرے کافروں کو دوست بناؤ۔ اگر حقیقی طور پر مومن ہو تو پھر اللہ سے ڈرو"۔

اگلی آیت میں مذکورہ بالا کافروں کے آذان کے وقت کردہ استہزاء اور نماز پڑھنے والے مومنوں کے ساتھ اختیار کردہ تمسخرانہ رویے کو یوں بیان کیا ہے

﴿ وَ اِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلَاةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّ لَعِبًا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ﴾ [٥ :المائدة:٥٨]

"(اذان کے ذریعے) تمہیں جب نماز کے لئے بلایا جاتا ہے تو (وہ کافر نماز کو) کھیل تماشا قرار دیتے ہیں ان کا یہ انداز اس وجہ سے ہے کہ وہ عقل مند لوگ نہیں ہیں"۔

اے اللہ کے بندے! اس آیت کریمہ کی دلالت کردہ (حقیقت کو) اچھی طرح جان لو کہ آذان سننے کے باوجود نماز کو تسلیم نہ کرنے والے اور اللہ کے احکامات کو ہنسی مذاق میں اڑانے والے ہمارے دوستوں میں سے نہیں ہیں۔ ہمارے دوست اللہ تعالیٰ، اس کا رسولؐ اور نماز ادا کرنے والے مومن ہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ یوں فرماتے ہیں۔

﴿ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلَاةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ رَاكِعُوْنَ ﴾ [٥ :المائدة:٥٥]

"تمہارے دوست صرف اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اہل ایمان بھی (دوست ہیں) جو کہ نماز ادا کرتے ہیں۔ نمازی ہونے کے ساتھ ساتھ وہ زکوۃ بھی ادا کرتے ہیں"۔

تارک نماز اور نمازی کا باہمی وراثت نہ ہونا

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : " لاَ يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ ، وَلاَ يَرِثُ الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ ".

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مسلمان کافر کا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوتا ہے"۔

(یہ حدیث بخاری (۶۷۶۴)، مسلم (۴۱۴۰)، ابوداؤد (۲۹۰۹) ترمذی (۲۱۰۷)، ابن ماجہ (۲۷۲۹)، دارمی (۳۰۰۲)، موطا امام مالک (۲/ ۱۵۹) اور مسند احمد (۲/ ۲۰۰) میں مروی ہے)

اے اللہ کے بندے! جیسا کہ اس سے پہلے ابواب میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ ہم تارک نماز کے کافر ہونے کو ثابت کر چکے ہیں جس کا تکرار یہاں ضروری نہیں ہے۔ تارک نماز کے کافر ہونے کے قائل محدثین کے امام احمد بن حنبلؒ بھی تارک نماز کے مسلمان اور مسلمان کے تارک نماز کے وارث نہ ہونے کے قائل ہیں۔ آپ سے ایک روایت یوں منقول ہے۔

أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْيَمَامِي بَطَرَسُوسَ قَالَ : سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِاللّٰه عَنِ الْحَدِيْثِ الَّذِيْ يُرْوَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : " لاَ يُكَفَّرُ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ التَّوْحِيْدِ بِذَنْبٍ ". قَالَ مَوْضُوْعٌ ، لاَ أَصْلَ لَهُ . كَيْفَ بِحَدِيْثِ النَّبِيِّ ﷺ : " مَنْ تَرَكَ الصَّلاَةَ فَقَدْ كَفَرَ ". قُلْتُ : أَيُوَرَّثُ ؟ قَالَ : لاَ يَرِثُ وَلاَ يُوَرَّثُ .

عباس بن محمد الیمامی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو عبداللہ (یعنی امام احمد بن حنبلؒ) سے نبی علیہ الصلاۃ والسلام سے نقل کی جانے والی اس روایت کے بارے پوچھا کہ "اہل توحید کی کسی بھی گناہ کے سبب تکفیر نہیں کی جاسکتی"۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ روایت موضوع ہے اس کی کوئی اصل (بنیاد) نہیں ہے۔ نیز یہ کیسے صحیح ہو سکتی ہے جبکہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بھی ہے کہ "جس کسی نے نماز ترک کی اس نے کفر کیا (یعنی کافر ہو گیا)"۔ اس پر میں نے پوچھا آیا تارک نماز سے میراث آئے گی ؟ جواب میں (امام احمد بن حنبلؒ نے) یوں فرمایا "نہیں وہ نہ تو میراث کا حق دار ہے اور نہ ہی اس سے میراث ملتی ہے"۔

(یہ حدیث امام احمد بن حنبل کی کتاب النساء (۲۰۸) میں مروی ہے)

بے نماز مرد اور نمازی عورت کا نکاح صحیح نہیں

﴿ وَلاَ تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ وَ لَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ وَلاَ تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوا وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَ الْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ وَ يُبَيِّنُ اٰيَاتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴾ [۲:البقرة:۲۲۱]

"اے مومنوں! اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانے والی عورتوں سے ان کے ایمان لانے تک نکاح نہ کرو ایمان نہ رکھنے والی ایک مشرکہ اگرچہ تمہیں بھلی بھی لگے لیکن ایک ایمان والی لونڈی (اس مشرکہ سے) بہت بہتر (خیر والی) ہے

مشرک مردوں سے بھی ایمان لانے تک مومن عورتوں کا نکاح نہ کرو اگرچہ ایک مشرک مرد تمہیں بھلا لگے کیونکہ ایک ایمان والا غلام اس (مشرک) سے بہت بہتر ہے۔ یہ (مشرک) لوگ تمہیں جہنم کی طرف بلاتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنی رضا سے تمہیں جنت اور مغفرت کی دعوت دے رہا ہے۔ اور اپنی آیات لوگوں کے لیے بیان کر رہا ہے، تاکہ وہ غور و فکر کرتے ہوئے عبرت پکڑیں"۔

اے اللہ کے بندے! رسالے کی ابتداء میں ہم تارک نماز کے مشرک ہونے کو ثابت کر چکے ہیں یہاں پر تکرار کی ضرورت نہیں ہے۔ تاہم نماز ترک کرنے والا ہر مرد اور عورت اس مذکورہ بالا آیت کا مخاطب ہے۔

تارک نماز اور نمازی کا باہمی وراثت نہ ہونا

عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ : اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : " لاَ يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ ، وَلاَ يَرِثُ الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ ".

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مسلمان کافر کا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوتا ہے"۔

(یہ حدیث بخاری (۶۷۶۴)، مسلم (۴۱۴۰)، ابوداؤد (۲۹۰۹) ترمذی (۲۱۰۷)، ابن ماجہ (۲۷۲۹)، دارمی (۳۰۰۲)، موطا امام مالک (۲/ ۱۵۹) اور مسند احمد (۲/ ۲۰۰) میں مروی ہے)

اے اللہ کے بندے! جیسا کہ اس سے پہلے ابواب میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ ہم تارک نماز کے کافر ہونے کو ثابت کر چکے ہیں جس کا تکرار یہاں ضروری نہیں ہے۔ تارک نماز کے کافر ہونے کے قائل محدثین کے امام احمد بن حنبلؒ بھی تارک نماز کے مسلمان اور مسلمان کے تارک نماز کے وارث نہ ہونے کے قائل ہیں۔ آپ سے ایک روایت یوں منقول ہے۔

اَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْيَمَامِي بَطَرَسُوْسَ قَالَ : سَاَلْتُ اَبَا عَبْدِاللّٰه عَنِ الْحَدِيْثِ الَّذِیْ يُرْوَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : " لاَ يُكَفَّرُ اَحَدٌ مِنْ اَهْلِ التَّوْحِيْدِ بِذَنْبٍ ". قَالَ مَوْضُوْعٌ ، لاَ اَصْلَ لَهُ . كَيْفَ بِحَدِيْثِ النَّبِيِّ ﷺ : " مَنْ تَرَكَ الصَّلاَةَ فَقَدْ كَفَرَ ". قُلْتُ : اَيُوَرَّثُ ؟ قَالَ : لاَ يَرِثُ وَلاَ يُوَرَّثُ .

عباس بن محمد الیمامی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو عبداللہ (یعنی امام احمد بن حنبلؒ) سے نبی علیہ الصلاۃ والسلام سے نقل کی جانے والی اس روایت کے بارے پوچھا کہ "اہل توحید کی کسی بھی گناہ کے سبب تکفیر نہیں کی جاسکتی"۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ روایت موضوع ہے اس کی کوئی اصل (بنیاد) نہیں ہے۔ نیز یہ کیسے صحیح ہو سکتی ہے جبکہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بھی ہے کہ "جس کسی نے نماز ترک کی اس نے کفر کیا (یعنی کافر ہو گیا)"۔ اس پر میں نے پوچھا آیا تارک نماز سے میراث آئے گی؟ جواب میں (امام احمد بن حنبلؒ نے) یوں فرمایا "نہیں وہ نہ تو میراث کا حق دار ہے اور نہ ہی اس سے میراث ملتی ہے"۔

(یہ حدیث امام احمد بن حنبل کی کتاب النساء (۲۰۸) میں مروی ہے)

بے نماز مرد اور نمازی عورت کا نکاح صحیح نہیں

﴿ وَلاَ تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ وَ لَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ وَلاَ تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوا وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ وَاللّٰهُ يَدْعُوْا اِلَى الْجَنَّةِ وَ الْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ وَ يُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴾ [۲:البقرة:۲۲۱]

"اے مومنوں! اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانے والی عورتوں سے ان کے ایمان لانے تک نکاح نہ کرو ایمان نہ رکھنے والی ایک مشرکہ اگرچہ تمہیں بھلی بھی لگے لیکن ایک ایمان والی لونڈی (اس مشرکہ سے) بہت بہتر (خیر والی) ہے

مشرک مردوں سے بھی ایمان لانے تک مومن عورتوں کا نکاح نہ کرو اگرچہ ایک مشرک مرد تمہیں بھلا لگے کیونکہ ایک ایمان والا غلام اس (مشرک) سے بہت بہتر ہے۔ یہ (مشرک) لوگ تمہیں جہنم کی طرف بلاتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنی رضا سے تمہیں جنت اور مغفرت کی دعوت دے رہا ہے۔ اور اپنی آیات لوگوں کے لیے بیان کر رہا ہے، تاکہ وہ غور و فکر کرتے ہوئے عبرت پکڑیں"۔

اے اللہ کے بندے! رسالے کی ابتداء میں ہم تارک نماز کے مشرک ہونے کو ثابت کر چکے ہیں یہاں پر تکرار کی ضرورت نہیں ہے۔ تاہم نماز ترک کرنے والا ہر مرد اور عورت اس مذکورہ بالا آیت کا مخاطب ہے۔

عَنْ اَبِی هُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : " تُنْکَحُ الْمَرْاَۃُ لِاَرْبَعٍ : لِمَالِهَا ، وَلِحَسَبِهَا ، وَلِجَمَالِهَا ، وَلِدِیْنِهَا . فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّیْنِ تَرِبَتْ یَدَاکَ ".

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "عورت سے چار چیزوں کے باعث نکاح کیا جاتا ہے۔اس کے مال کی وجہ سے اس کے خاندان کی وجہ سے اس کے جمال کی وجہ سے اور اس کے دین (دینداری) کی وجہ سے تم ان میں سے دیندار عورت کو پسند کرو۔ورنہ (آخرت میں) مفلسی سے دوچار ہو گے"۔

(یہ حدیث بخاری (۵۰۹۰) اور مسلم (۳۶۳۵) نے روایت کی ہے)

اے اللہ کے بندے! آپ دیکھ رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف دین دار عورت سے نکاح کرنے کا حکم دے رہے ہیں۔پہلے ابواب میں بھی گذر چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے فرمایا ہے۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ : جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اَیُّ شَیْءٍ عِنْدَاللّٰهِ فِی الاِسْلاَمِ ؟ قَالَ : " اَلصَّلاَۃُ لِوَقْتِهَا ، وَمَنْ تَرَکَ الصَّلاَۃَ فَلاَ دِیْنَ لَهُ....."۔

ایک آدمی آیا اور اس نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسولؐ! اللہ کے نزدیک اسلام میں سب سے فضیلت والی شے کون سی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وقت پر نماز ادا کرنا اور تارک نماز کا کوئی دین نہیں ہے ......"۔

(یہ حدیث بیہقیؒ نے شعب الایمان ( ) میں حسن سند سے روایت کی ہے۔نیز دیکھئے الکنز (۲۱۶۱۸)

اسی بناء پر نماز ترک کرنے والی عورت کا کوئی دین نہیں ہے۔اور یوں اس سے شرعی نکاح کی گنجائش نہیں ہے۔اہل حدیث (یعنی محدثین) کے امام احمد بن حنبلؒ سے ایک قول یوں مروی ہے۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْفَضْلِ بْنِ زِيَاد ، سُئِلَ أَبُوْعَبْدِاللّٰهِ عَنِ اِمْرَأَةٍ لَهَا زَوْجٌ يَسْكَرُ وَ يَدَعُ الصَّلَاةَ .قَالَ : اِنْ كَانَ لَهَا وَلِیٌّ فَرَّقَ بَيْنَهُمَا

ابو عبداللہ (امام احمد بن حنبلؒ) سے پوچھا گیا کہ ایک عورت کا خاوند شراب پیتا اور نماز ترک کرتا ہے۔ آپؒ نے فرمایا اگر اس عورت کا ولی موجود ہے تو دونوں کے درمیان تفریق کروا دے۔ (احمد،احکام النساء،۲۰۶)

خلیفہ وقت کے نمازی رہنے تک نافرمانی جائز نہیں

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ؛ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ : " يُسْتَعْمَلُ عَلَيْكُمْ أُمَرَآءُ ، فَتَعْرِفُوْنَ وَتُنْكِرُوْنَ . فَمَنْ كَرِهَ فَقَدْ بَرِئَ وَ مَنْ أَنْكَرَ فَقَدْ سَلِمَ . وَلٰكِنْ مَنْ رَضِيَ وَ تَابَعَ ".قَالُوْا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلاَ نُقَاتِلُهُمْ ؟ قَالَ : " لاَ مَا صَلَّوْا ".

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تمہارے اوپر ایسے حکام متعین ہوں گے کہ ان کے بعض کام تمہیں پسند ہوں گے اور بعض ناپسندیدہ ہوں گے۔ بُرے کام کو برا جاننے والا اس کے گناہ سے بری ہے۔ انکار اور رد کرنے والا بھی گناہ میں شریک ہونے سے بچا رہتا ہے۔ صرف برائی پر رضامندی ظاہر کرنے والا اور ان کے افعال کے تابع ہونے والا گناہ سے بری نہیں ہو سکتا، سزا سے بچ نہیں سکتا"۔

صحابہ کرام نے پوچھا اے اللہ کے رسولؐ! کیا ایسے غلط کام کرنے والے امراء (حکمرانوں) سے ہم قتال نہ کریں ؟رسول اللہ نے فرمایا: "نہیں،جب تک وہ نماز ادا کرتے ہوں (اس وقت تک ان سے قتال جائز نہیں)"۔

(یہ حدیث مسلم (۴۸۰۱) نے روایت کی ہے)

حدیث مبارکہ کا خلاصہ یوں ہے۔

۱۔ نمازی رہنے تک خلیفہ کی نافرمانی نہ کرنا۔

خلیفہ سے مراد صاحب اقتدار ہے۔ یہ اچھی طرح جاننا ضروری ہے کہ ہمارے

زمانے کے ارباب اقتدار میں سے کوئی بھی (شرعی طور پر) خلیفہ نہیں ہے۔ اگر کوئی شرعی خلیفہ ہوتا تو پھر ان تمام کا قتل ہونا لازمی تھا۔ کیونکہ کوئی بھی نماز ادا نہیں کرتا ہے۔ ان کے ساتھ قتال کی بجائے انہیں رئیس مملکت کہہ کر اطاعت کرنے اور ہاتھوں میں ہاتھ دینے والوں کی گوشمالی ضروری ہے۔

۲۔ حکمران اگرچہ نماز ادا کرتے ہوں پھر بھی ان کے کردہ غلط کاموں کی تردید کرتے ہوئے ناراضگی ظاہر کرنا ضروری ہے۔

نماز ادا کر کے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے والے حکمران کے کردہ غلط کاموں کا انکار کرتے ہوئے راضی نہ ہونا بھی ضروری ہے۔ روز روشن کی طرح عیاں کافر اور اللہ کے احکام کے ساتھ استہزاء کرنے والے کے لیے قرآن میں کوئی مخفی کلمہ نہیں ہے۔

اس کے باوجود ایسے ارباب اقتدار کی اطاعت کرتے ہوئے ان پر راضی رہنے والے اور دین کو برباد کرنے والے نام نہاد مسلمان کو کیا کہا جائے میں کچھ نہیں کہہ سکتا......

۳۔ ایک بے نماز کو اپنا حکمران منتخب کرنے والا (یعنی انہیں ووٹ دینے والا) درحقیقت ابتداہی سے ایسے حکمران کے ہر کام سے راضی ہے کیونکہ وہ اسے چن رہا ہے۔

جان بوجھ کر ترک کردہ نماز کی قضا نہیں ہے

﴿ وَ اِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَ اَسْلِحَتَهُمْ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَ اَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا﴾ [٤: النساء: ١٠٢]

"آپ جب ان کے درمیان ہوں اور (محاذ پر) انہیں نماز پڑھاتے وقت (لشکر کو

دو گروہوں میں تقسیم کیجئے) ایک گروہ آپؐ کے ساتھ نماز ادا کرے گا۔ اور دوسرا گروہ دشمن کے سامنے برسرپیکار رہے گا۔ تمام (مجاہد) اپنا اپنا اسلحہ ساتھ لیں گے۔ آپؐ کے ساتھ ایک رکعت نماز ادا کرنے والے اب دشمن کے سامنے چلے جائیں گے۔ اور جو دشمن کے سامنے تھے اور انہوں نے نماز ادا نہیں کی، وہ آکر آپؐ کے ساتھ ایک رکعت نماز ادا کریں گے۔ کیونکہ کافروں کی یہ آرزو ہے کہ تم لوگ اپنے اسلحے اور اشیاء سے غافل ہو جاؤ، اور وہ اچانک تم پر آن جھپٹیں۔

اگر بارش کے سبب تمہیں مشکل ہو یا بیماری کی وجہ سے تکلیف ہو تو اسلحہ اتار رکھنے میں تم پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ لیکن اس کے باوجود (دشمن کے مقابل) چوکنے رہو۔ اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لیے ذلیل ورسوا کرنے والا عذاب تیار رکھا ہے"۔

اے اللہ کے بندے! مذکورہ آیت کریمہ میں آپ نے دیکھا کہ جہاں آدمی ہر وقت موت کے مدمقابل ہوتا ہے۔ اس میدان جہاد میں بھی اللہ تعالیٰ نے نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ ترک نماز کے لیے لڑائیوں سے بڑھ کر کیا عذر ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود ترک نماز کی اجازت نہیں دی جا رہی۔ اس کے برعکس حکم الہی کے مطابق جماعت سے ادا کرنا ثابت ہو رہا ہے۔ اس پر بھی نماز کی قضا کے قائلین ترک ہونے والی نماز کی قضا کے بارے میں کونسا شرعی عذر پیش کرتے ہیں۔

نیز یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ نماز کی قضاء (کی اجازت) ہے اس طرح یہ لوگ آیت کو معمولی گردانتے ہیں اور اس عظیم عبادت کو مسلمانوں کی نگاہ میں گراتے ہیں اور ہزاروں انسانوں کے آخرت میں بطور مشرک اور کافر جانے کا سبب بنتے ہیں۔ ان کے کون سے بھاری بھرکم کندھے ہیں جن پر عظیم بلا لا در ہے ہیں۔ ذرا دیکھیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس آیت کے تسلسل میں کیا فرماتے ہیں۔

﴿ فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِكُمْ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴾
[٤: النساء: ١٠٣]

"(اس خطرناک گھڑی میں) نماز ادا کرنے اور مکمل کرنے کے بعد کھڑے بیٹھے اور پہلو پر لیٹے ہوئے اللہ کا ذکر کریں۔ امن وسکون کی حالت میں پوری نماز ادا کریں۔ کیونکہ نماز مومنوں پر مقرر کردہ وقت میں (ادا کرنا) فرض ہے"۔

آیت کریمہ کے اس حصے میں اللہ عزوجل نماز کو مقررہ اوقات میں لازمی طور ادا کی جانے والی ایک عبادت فرمارہے ہیں۔

اے اللہ کے بندے! آپ دیکھ رہے ہیں کہ نماز بھی حج اور روزوں کی طرح ایک خاص وقت میں ادا کی جانے والی عبادت ہے۔ جیسا کہ حج، ذوالحجہ کے مخصوص ایام میں اور روزے ماہ رمضان میں ہی ادا ہو سکتے ہیں۔ وقت سے پہلے یا بعد ان عبادتوں سے تین چار گنا زیادہ کرنے سے بھی ان کی فرضیت ادا نہیں ہوتی۔ اسی طرح نماز وقت سے پہلے یا بعد ادا کرنے سے اس عظیم عبادت کی ادائیگی نہیں ہو پاتی۔ امت کا اس پر اجماع ہے اگر یہ ممکن ہوتا کہ وقت سے پہلے نماز ادا کرنے کی رخصت ہوتی تو پھر اسی طرح وقت کے بعد کسی دوسرے وقت ادا کرنے کی بھی اجازت ہوتی۔ (لیکن جس طرح پہلے ادا کرنے کی کوئی اجازت نہیں دیتا اسی طرح بعد میں بھی صحیح نہیں ہے)

دین میں جس قدر عبادات مقرر ہیں ان کی ہیت اور وقت حکمتوں والے اور شریعت نازل کرنے والے اللہ کی طرف سے متعین ہیں۔ جو کوئی اللہ عزوجل کی طرف سے معلوم اور مقررہ وقت پر ادا کی جانے والی عبادت کو اپنی طرف سے کسی دوسرے وقت میں ادا کرنے کھڑا ہوگا وہ درحقیقت اللہ عزوجل کے طے کردہ حکم کو معمولی گردانتے ہوئے اپنا حکم وضع کرنے والا "الٰہ" بن رہا ہے۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ بعض شرعی عذروں کے ساتھ نماز اپنے وقتوں کے علاوہ دیگر اوقات پر ادا نہیں ہوتی ہے۔ لیکن اس عبادت کے مقررہ وقت میں ادا کرنے کا حکم دینے والے اللہ تعالیٰ نے ہی نماز کو اس کے دیگر اوقات میں ادا کرنے کی اجازت دینے والے بعض شرعی عذر متعین کر دیئے ہیں۔ یہ بندہ اپنی خواہش کے مطابق کوئی شرعی عذر گھڑنے کی اجازت نہیں رکھتا ہے۔

تمام عبادات کی طرح نماز کا بھی خاص وقت ہے

عَنْ قَتَادَةَ اَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ قَالَ : اِنَّ لِلصَّلَاةِ وَقْتًا كَوَقْتِ الْحَجِّ .

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں : بلاشبہ نماز کا حج کی طرح ایک وقت (مقرر) ہے۔

(اسے طبرانی کبیر (۹۳۷۵)، مصنف عبدالرزاق (۳۷۴۷) اور ابن المنذر نے اوسط ( ) میں روایت کیا ہے)

نماز کو دوسرے وقت میں ادا کرنے کی رخصت دینے والے شرعی عذر

یہ عذر دو قسم کے ہیں

۱۔ وقت سے پہلے نماز ادا کرنے کی اجازت دینے والے عذر

۲۔ وقت کے بعد نماز ادا کرنے کی اجازت دینے والے عذر

قبل از وقت نماز ادا کرنے کی اجازت دینے والے عذر درج ذیل ہیں

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ اِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ زَيْغِ الشَّمْسِ صَلَّى الظُّهْرَ وَ الْعَصْرَ جَمِيْعًا ثُمَّ سَارَ ' .....وَ اِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ الْمَغْرِبِ عَجَّلَ الْعِشَاءَ فَصَلَّهَا مَعَ الْمَغْرِبِ.

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ تبوک میں تھے تو........(دوران سفر) جب آگے چلنے کا ارادہ فرماتے تو سورج ڈھلنے پر ظہر اور عصر (ظہر کے وقت پر) اکٹھی ادا کرتے اور چل پڑتے۔ اسی طرح جب رات کو آگے چلنے کا ارادہ فرماتے تو سورج غروب ہونے کے بعد نماز عشاء کو جلدی (یعنی قبل از وقت) مغرب کے ساتھ اکٹھا ادا کرتے اور سفر پر چل پڑتے۔

(یہ حدیث ابوداؤد (۱۲۲۰)، ترمذی (۵۵۳) اور مسند احمد (۵/۲۴۱) میں صحیح سند کے ساتھ مروی ہے)

مذکورہ بالا حدیث میں دوران سفر نماز عصر کو ظہر کے وقت ظہر کے ساتھ اور نماز عشاء کو مغرب کے وقت نماز مغرب کے ساتھ ادا کرنے کی اجازت پائی جاتی ہے۔

یہ بھی اچھی طرح جان لینا چاہیے کہ نماز کی قضاء کی اجازت دینے والے علماء کرام صریح نص (واضح اور پختہ دلیل) کے باوجود سفر میں نمازیں جمع کرنے کی رخصت نہیں دیتے ہیں۔

بعد از وقت ادائیگی نماز کی اجازت دینے والے (شرعی) عذر

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبیِّ ﷺ : اِذَا عَجِلَ عَلَيْهِ السَّفَرُ ، يُؤَخِّرُ الظُّهْرَ اِلٰى اَوَّلِ وَقْتِ الْعَصْرِ، فَيَجْمَعُ بَيْنَهُمَا . وَ يُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ حَتّٰى يَجْمَعَ بَيْنَهَا وَ بَيْنَ الْعِشَاءِ حِيْنَ يَغِيْبُ الشَّفَقُ.

نبی علیہ الصلاۃ والسلام جب سفر پر جلدی روانہ ہونے والے ہوتے تو (روانہ ہو جاتے اور) نماز ظہر کو نماز عصر کے اول وقت تک موخر کرتے۔ اور پھر (اس وقت) دونوں نمازوں کو جمع کر لیتے۔ اسی طرح نماز مغرب کو شفق کے غائب ہونے تک لیٹ کرتے اور پھر نماز عشاء کے ساتھ جمع کر لیتے۔ (یعنی نماز عشاء کے وقت نماز مغرب اکھٹی ادا کرتے)

(یہ حدیث مسلم (۱۶۲۷) نے روایت کی ہے)

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ : قَالَ النَّبِیُّ اللّٰهِ ﷺ : " مَنْ نَسِيَ صَلَاةً اَوْ نَامَ عَنْهَا فَكَفَّارَتُهَا اَنْ يُّصَلِّيَهَا اِذَا ذَكَرَهَا ".

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو آدمی نماز ادا کرنا بھول گیا یا سویا رہا تو یاد آنے یا بیدار ہونے پر (فوراً نماز) ادا کرے یہی اس کا کفارہ ہے"۔

(یہ حدیث بخاری (۵۹۷) اور مسلم (۱۵۶۸) نے روایت کی ہے)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ الظُّهْرِ وَ الْعَصْرِ ، وَ الْمَغْرِبِ وَ الْعِشَاءِ ، بِالْمَدِيْنَةِ فِيْ غَيْرِ خَوْفٍ وَ لاَ مَطَرٍ ، وَ فِيْ حَدِيْثِ وَكِيْعٍ ،

قَالَ : قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ : لِمَا فَعَلَ ذٰلِكَ ؟ قَالَ : كَيْ لاَ يُحْرِجَ اُمَّتَهُ.

فِيْ حَدِيْثِ اَبِي مُعَاوِيَةَ، قِيْلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ:مَا اَرَادَ اِلٰى ذٰلِكَ ؟ قَالَ : اَرَادَ اَنْ لاَ يُحْرِجَ اُمَّته.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں بلا خوف (دشمن) اور بغیر بارش کے ظہر اور عصر، مغرب اور عشاء اکھٹی ادا کی۔

(راوی حدیث مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے پوچھا گیا کہ) آپؐ نے یہ (نمازوں کو جمع) کیوں کیا؟ انہوں نے جواب دیا تاکہ امت مشقت میں نہ پڑے۔

ایک دوسری روایت کے مطابق حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ آپؐ نے امت کو تکلیف میں نہ ڈالنا چاہا۔

(یہ حدیث مسلم (۱۶۳۳) نے روایت کی ہے)

اس باب کی احادیث کا خلاصہ یوں ہے کہ

۱۔ سفر میں نماز ظہر و عصر کو اور نماز مغرب و نماز عشاء کو جمع تقدیم یا تاخیر کی دلیل موجود ہے۔

۲۔ حضر میں بھی بعض شرعی عذروں کی بناء پر نمازوں کو ان کے وقت سے مقدم یا موخر کرنے کا بھی جواز ہے۔

تنبیہ : حضر میں نماز جمع کرنے کے بارے اچھی طرح جان لینا ضروری ہے کہ یہ امت کو مشقت اور تکلیف سے بچانے کی غرض سے ایک رخصت ہے۔اب اس مشقت کا تعین ہر آدمی خود کرے گا۔(آیا اس وقت نماز ادا کرنا اس کے لیے انتہائی مشکل ہے) ورنہ شیعہ حضرات کی طرح ہمیشہ جمع کرنے کی رخصت نہیں ہے۔

۳۔ سفر میں نماز ظہر کے ساتھ نماز عصر، ظہر کے وقت پر اور نماز مغرب کے ساتھ نماز عشاء، مغرب کے وقت ادا کی جاسکتی ہے۔

۴۔ سفر میں نماز ظہر کے ساتھ نماز عصر، عصر کے وقت پر اور نماز مغرب کے ساتھ نماز عشاء، عشاء کے وقت پر ادا کی جا سکتی ہے۔

۵۔ بھول جانے یا سو یا رہ جانے کی بنا پر ادا نہ کی جانے والی نماز کو یاد آنے یا جاگنے پر ادا کرنے کی اجازت ہے۔

۶۔ حضر میں کسی مشقت (نامساعد حالات) کے سبب نماز ظہر کو عصر کے وقت پر اور نماز مغرب کو عشاء کے وقت پر تقدیم و تاخیر کے ساتھ جمع کر کے ادا کرنے کی اجازت ہے۔ مذکورہ بالا شرعی عذروں کے علاوہ کوئی دوسرا شرعی عذر نہیں ہے۔ جس کے سبب کوئی نماز اپنے وقت کی بجائے دوسرے وقت میں ادا کی جا سکتی ہو۔

بعض شبہات کا ازالہ

تارک نماز کے بارے میں ذکر کردہ ان احکامات کو ناگوار جاننے والے شبہات کا شکار بعض لوگ بے نمازوں کے حمایتی بن کر ان کی طرف سے مدافعانہ سوالات ہمیں پیش کر کے توجہ دلاتے ہیں۔اور بیشمار نصوص کے مقابل بعض آیات اور احادیث کو نہ سمجھتے ہوئے ایسے اعتراضات گھڑتے ہیں جن سے یوں ظاہر ہوتا ہے کہ جیسے اللہ کا دین ایک دوسرے کے مخالف احکامات پیش کرتا ہے۔گویا مذکورہ بہت سی آیات اور احادیث سے تارک نماز کافر، مشرک، بے ایمان اور بے دین ثابت ہونے کے بعد اب تارک نماز مسلمان ثابت ہو رہا ہے۔در حقیقت اس قسم کا دفاع اللہ کے دین میں تضاد پائے جانے کو ثابت کرنے کی غلط روش کا آئینہ دار ہے۔

اے اللہ کے بندے! یہ اچھی طرح جاننا ضروری ہے کہ کتاب و سنت جو کہ وحی الٰہی ہیں ان میں باہمی متضاد احکامات قطعاً نہیں پائے جاتے ہیں۔ایسا خیال کرنا ضلالت اور لاعلمی میں یوں کہنا جہالت ہے۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں

﴿ اَفَلاَ يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلاَفًا كَثِيْرًا ﴾ [٤:النساء:٨٢]

”کیا انہوں نے ابھی تک قرآن پر غور نہیں کیا(کہ یہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور اس کے معنی بھی اللہ کی طرف سے ہیں)اگر یہ (قرآن)اللہ کے علاوہ کسی اور ذات کی طرف سے(نازل)ہوتا تو ضرور بہت سے(الفاظ اور احکام میں)اختلافات پاتے“۔

ایک اور آیت کریمہ میں یوں ارشاد ربانی ہے۔

﴿ وَ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَ الْحِكْمَةَ وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمْ ﴾

[٤:النساء:١١٣]

"اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر قرآن و سنت کو نازل فرمایا اور آپؐ کو وہ کچھ سکھلایا جو آپؐ پہلے سے نہیں جانتے تھے"۔

اسی حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ : عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ قَالَ : " اِنِّی لاَ اَقُوْلُ اِلاَّ حَقًّا " ، قَالَ بَعْضُ اَصْحَابِهٖ : فَاِنَّكَ تُدَاعِبُنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ . فَقَالَ : " اِنِّی لاَ اَقُوْلُ اِلاَّ حَقًّا ".

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :"میں حق کے سوا اور کچھ نہیں کہتا ہوں" صحابہ کرام میں سے بعض نے کہا اے اللہ کے رسول ! آپؐ ہم سے کبھی کبھار مذاق بھی کرتے ہیں (یعنی کیا اس میں بھی حق ہی ہوتا ہے) تو آپؐ نے فرمایا :"ہاں، میں حق کے سوا کچھ بھی نہیں کہتا ہوں"۔

(یہ حدیث مسند احمد (۲/ ۳۴۰) اور ترمذی (۱۹۹۰) نے صحیح سند سے روایت کی ہے)

جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر فرمان گرامی حق ہے۔ مبنی بر حق فرامین ایک دوسرے کے مخالف نہیں پائے جا سکتے ہاں ایک دوسرے کے مخالف اقوال ہونا باطل کا خاصہ ہے۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

﴿ فَمَا ذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلاَّ الضَّلاَلُ ﴾ [١٠:يونس: ٣٢]

"حق کے بعد ضلالت و گمراہی کے سوا اور کیا ہے"۔

اے اللہ کے بندے! یہ قاعدہ کلیہ جان لینے کے بعد آپ کا ہر وضاحت طلب بات کو بآسانی سمجھ لینا یقینی ہے۔اب آپ کے نا قابل فہم مسائل پر گفتگو کی جاتی ہے۔

سوال۔ کہا جاتا ہے کہ ہر کلمہ گو کا جنت میں داخل ہونا صحیح حدیث سے ثابت ہے اس بناء پر تارک نماز کافر نہیں ہو سکتا۔ہاں گنہگار مسلمان ہے آپ اس پر کیا کہتے ہیں ؟ آپ ہمیں جواب دیں اللہ تعالی آپ کو اجر دے۔

جواب۔ جی ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث میں یوں منقول ہے کہ لا الہ الااللہ کہنے والا ہر کوئی جنت میں جائے گا۔ لیکن اس سے کردہ استدلال غلط ہے ہمارے اس رسالہ میں تارک نماز کے بارے اب تک ذکر کردہ تمام روایات کے مخالف یہ استدلال ہے۔

تارک نماز مشرک ہے، کافر ہے، بے دین اور بے ایمان ہے۔اور لا الہ الااللہ کہنے والا ہر آدمی جنت میں جائے گا۔ یہ دونوں باتیں کہنے والی ایک ہی ذات یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جیسا کہ اوپر ہم نے واضح کیا ہے کہ اللہ تعالی کے دین میں ایک دوسرے کے مخالف احکامات تلاش کرنا حقانیت کی ضد ہے۔ایسا تو سوچا بھی نہیں جاسکتا۔

صرف یہ کہہ سکتے ہیں اور صحیح بات یہی ہے کہ دین میں ایک دوسرے کے مخالف احکام نہیں ہیں لیکن جیسے آپ کو سمجھایا گیا ہے اسی طرح آپ نے سمجھا اور پوچھا ہے۔ہم بھی کہتے ہیں کہ یہاں آپ کے سمجھنے سمجھانے والا ایک اہم مسئلہ ہے۔

حدیث نبوی یوں ہے

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ ؛ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : " مَنْ شَهِدَ اَنْ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ ، وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ . حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ " وَ فِيْ رِوَايَةٍ : " مَنْ قَالَ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ "

نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: "جو کوئی بھی لا اله الاالله کے سوا کوئی معبود برحق نہیں) اوران محمد رسول الله (بلاشبہ محمد اللہ کے رسول ہیں) کی گواہی دے گا اس پر اللہ تعالیٰ نے جہنم کی آگ حرام کر دی ہے"۔

اور ایک روایت میں یوں ہے۔

"جو کوئی لا اله الاالله پڑھے گا وہ جنت میں داخل ہوگا"۔

(یہ حدیث مسلم (۱۴۲) نے روایت کی ہے)

اس روایت کی رو سے لا اله الاالله کہنے والا جنت میں جائے گا۔ لیکن یہ اچھی طرح جاننا ضروری ہے کہ اس قول کا تقاضا بھی ہے۔

ہر کوئی جانتا ہے کہ جس بات کے لیے جو کچھ لازمی ہے اگر وہ نہ کیا جائے۔ تو اس بات (قول) کا تمام انسانوں کے نزدیک کچھ وزن (اعتبار) نہیں ہوتا جب لوگوں کے درمیان معاملہ یوں ہے تو اللہ تعالیٰ کے بارے یہ کیسے گمان کر لیا ہے کہ اس کے ہاں معاملہ یوں نہیں ہوگا۔ اور لا اله الاالله کے تقاضے پورے کیے بغیر بھی یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں وزنی ہوگا۔

اللہ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ،اس بات کا اقرار کرنے والا آدمی توحید کے مخالف شرک اور کفر سے عداوت کا اعلان کرتا ہے اور جب تک عمل سے اس کی تصدیق نہ کرے

اس کا یہ قول اور اعلان بے وقعت ہے۔(اس سے وہ لوگ مستثنیٰ ہیں جنہیں کلمہ کے اقرار کے بعد عمل سے تصدیق کی مہلت ہی نہیں ملی۔)

اس کی مزید وضاحت کے لیے شبہے کے شکار آدمی سے اگر ہم یہ پوچھیں کہ کوئی آدمی لا الہ الا اللہ کا اقرار کرتا ہے لیکن قرآن کی آیات میں سے صرف ایک آیت کا منکر ہے تو اس کے بارے کیا (شرعی) حکم ہے؟ یقیناً شبہے کے شکار محترم کہیں گے کہ وہ کافر ہے تو جناب آپ لا الہ الا اللہ کے اقراری کو کافر کہہ رہے ہیں یوں ذرا پہلے اپنے ہی وضع کردہ اصول سے آپ خود انحراف نہیں کر رہے ہیں؟

اس سوال کے جواب میں شبہے کے شکار حیران و پریشان جناب محترم اپنے آپ کو ذرا سنبھالیے اور بتایئے کہ وہ کون سی آیت یا حدیث ہے جس کی رو سے ایک آیت کے منکر کو آپ کافر قرار دے رہے ہیں حالانکہ وہ کافر ضرور ہے۔

جی ہاں؛ ہم بھی پوچھتے ہیں کہ اے اللہ کے بندے! اس رسالہ کے شروع سے آخر تک ہماری ذکر کردہ نصوص سے کیا اب بھی آپ کے خیال میں تارک نماز کافر، مشرک، بے دین اور بے ایمان ثابت ہو رہا ہے یا نہیں؟

ایک مزید شبہہ کہ کوئی آدمی تارک نماز تو ہے لیکن نماز کی فرضیت کا منکر نہیں ہے؟ جناب کیا آپ ہمیں صرف ایک نص پیش کر سکتے ہیں جس سے ثابت ہو کہ نماز کی فرضیت کا منکر ہی کافر ہے۔ اگر آپ کوئی ایسی شے پیش کر سکتے ہیں تو ہم بھی اپنے قول سے رجوع کر لیتے ہیں۔

اگر آپ نے غور سے ہمارے پیش کردہ دلائل کا مطالعہ کیا ہو تو اس فرق کو بخوبی سمجھ

لیں گے کہ ہمارے ذکر کردہ تمام دلائل تارک نماز کے مشرک، کافر اور اس بے نماز کے بے دین اور بے ایمان ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ کسی ایک دلیل میں بھی یہ بات نہیں کہی گئی کہ نماز کی فرضیت کا منکر کافر ہے۔ نیز کیا آیت میں یوں نہیں فرمایا گیا کہ

﴿ وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُكَذِّبُوْنَ ۝ ﴾

[٨٤:الانشقاق:٢٠]

"قرآن (یعنی نماز ادا کرنے کا حکم) پڑھا جانے پر وہ لوگ سجدہ نہیں کرتے۔ (یعنی نماز ادا نہیں کرتے) بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ یہ کافر (اس حالت یعنی نماز ادا نہ کرتے ہوئے اور اللہ کے عذاب سے نہ ڈرتے ہوئے آخرت کی) تکذیب کر رہے ہیں"۔

﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ ۝ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ﴾

[٧٧:المرسلات:٤٨-٤٩]

"انہیں جب کہا جاتا ہے کہ نماز ادا کرو تو وہ اطاعت گذار بن کر نماز ادا نہیں کرتے۔ (نماز ادا نہ کرتے ہوئے اللہ کے احکام کو) جھٹلانے والوں کے لیے اس (قیامت کے) دن ہلاکت ہے"۔

﴿ اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّ سَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ هُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ﴾ [٣٢:السجدة:١٥]

"ہماری آیات پر ایمان رکھنے والے وہ لوگ ہیں جنہیں ہماری آیات کے ساتھ جب وعظ و نصیحت کیا جاتا ہے تو وہ سجدے میں پڑ جاتے ہیں اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں تکبر نہیں کرتے ہیں"۔

﴿ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوْا الصَّلَاةَ وَ اتَّبَعُوْا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّاO اِلَّا مَنْ تَابَ وَ آمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ..... ﴾

[۱۹:مریم:۵۹۔۶۰]

"ان پیغمبروں اور صالح لوگوں کے بعد ایسے نالائق لوگ آئے جنہوں نے نمازیں برباد کیں (چھوڑ دیں) اور خواہشات کی پیروی میں لگ گئے۔ یہ لوگ جہنم کے "غی" نامی طبقے میں ڈالے جائیں گے۔ تاہم توبہ کرتے ہوئے ایمان لا کر صالح عمل کرنے والے مستثنیٰ ہیں"۔

اے اللہ کے بندے! آپ دیکھ رہے ہیں کہ مذکورہ بالا گروہ نماز ترک کر کے اپنے اس رویے کے ساتھ اللہ کی آیات کو جھٹلانے والے قرار پا رہے ہیں۔ کیا آپ اپنے قول کے مطابق نماز کی فرضیت کے منکر نہیں ہو رہے ہیں۔

ان آیات کے سامنے خاموش رہ جانے والے شبہے کا شکار صاحب نے کچھ دیر سوچا اور پھر ایک مزید اعتراض سامنے لائے کہ

سوال: جناب ہم تسلیم کرتے ہیں کہ تارک نماز مشرک اور کافر ہے لیکن ہمیں تو یہ کہا جاتا ہے کہ شرک اور کفر کی دو، دو قسمیں ہیں۔

۱۔ اسلام سے خارج کرنے والا شرک اور کفر

۲۔ اسلام سے خارج نہ کرنے والا شرک اور کفر

اب آپ بتائیں کہ تارک نماز ان دونوں میں سے کس قسم میں پایا جاتا ہے کیونکہ آپ ہی تارک نماز کو مشرک اور کافر کہتے ہیں؟

جواب : ہماری رائے میں تارک نماز اسلام سے نکالنے والے شرک اور کفر کا مرتکب ہوتا

اے اللہ کے بندے !! اچھی طرح سن لے تمہیں جتنی مشکل نظر آرہی ہے مسئلہ اتنا مشکل نہیں صرف بلحاظ تعریف بہت خطرناک مسئلہ ہے۔ جیسا کہ آپ نے کہا ہے کہ شرک اور کفر دو قسم پر ہے ایک اسلام سے نکالنے والی قسم اور دوسری اسلام سے نہ نکالنے والی قسم ہے۔ پہلے آپ کو شرک سمجھاتے ہیں پھر کفر کے بارے سمجھائیں گے۔

شرک کی اقسام درج ذیل ہیں

۱۔ شرک کے مرتکب کو ہمیشہ کا جہنمی بنانے والا شرک

۲۔ شرک اصغر کہلانے والا مخفی شرک یعنی "ریا"

ہم پہلے دائمی جہنمی نہ بنانے والے شرک اصغر یعنی "ریا" کے بارے گفتگو کرتے ہیں پھر آپ خود ہی شرک اکبر کو جان لیں گے کہ یہ کیا ہے ؟

مسند احمد میں ایک حدیث مروی ہے

عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : " اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الاَصْغَرُ". قَالُوْا : مَا الشِّرْكُ الاَصْغَرُ ؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ قَالَ : " اَلرِّيَاءُ" .

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے بارے جس چیز کا مجھے سب سے زیادہ خ ہے وہ "شرک اصغر" ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ! شرک اصغر کیا ہے ؟ آپؐ نے فرمایا : "ریا شرک اصغر ہے"۔

(یہ حدیث مسند احمد (۵ / ۴۲۸) میں صحیح سند سے مروی ہے)

ایک اور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے متعلقہ شرک اصغر کی حقیقت یوں بیان فرمائی۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ ؛ قَالَ : خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ، وَ نَحْنُ نَتَذَاکَرُ الْمَسِیْحَ الدَّجَّالَ ۔ فَقَالَ : " اَلاَ اُخْبِرُکُمْ بِمَا ھُوَ اَخْوَفُ عَلَیْکُمْ عِنْدِیْ مِنَ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ ؟ " قَالَ : قُلْنَا بَلٰی . فَقَالَ : " اَلشِّرْکُ الْخَفِیُّ ، اَنْ یَقُوْمَ الرَّجُلُ یُصَلِّی فَیُزَیِّنُ صَلاَتَہُ لِمَا یَرٰی مِنْ نَظَرِ رَجُلٍ ".

مسیح دجال کے بارے گفتگو کر رہے تھے کہ آپؐ تشریف لائے۔(ہمیں مخاطب ہو کر) فرمایا:"کیا میں مسیح دجال سے بھی خطرناک شے کی تمہیں خبر نہ دوں ؟ ہم نے کہا جی ہاں اے اللہ کے رسولؐ! ہمیں خبر دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"وہ مخفی شرک ہے(جو یوں ظاہر ہوتا ہے) کہ ایک آدمی نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے جب اسے نظر آتا ہے کہ کوئی مجھے دیکھ رہا ہے تو وہ(ریاکاری کرتے ہوئے) نماز کو خوب سنوار کر پڑھتا ہے"۔

(یہ حدیث ابن ماجہ (۴۲۰۴) اور بیہقی ( ) نے حسن سند سے روایت کی ہے)

مذکورہ بالا احادیث مبارکہ "اسلام" سے خارج نہ کرنے والے شرک کے بارے اس قدر واضح ہیں کہ اب کسی اعتراض کی گنجائش باقی نہیں۔یعنی شرک اصغر کے ریا کاری ہونے کے بارے جاننے کے بعد ترک نماز کے شرک اکبر ہونے کو آپ خود ہی سمجھ جائیں گے۔

کفر کی اقسام بھی یوں ہیں۔

۱۔اللہ کے ساتھ کفر

۲۔اللہ کی نعمتوں کے ساتھ کفر

یہاں پر بھی ہم آپ کو اسلام سے خارج نہ کرنے والے کفر کے بارے بیان کرتے ہیں۔اسلام سے نکالنے والے کفر کے بارے آپ خود ہی سمجھ جائیں گے۔

رسول اللہ سے ایک حدیث یوں مروی ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ : شَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الصَّلَاةَ يَوْمَ الْعِيْدِ ..... وَ وَعَظَ النَّاسَ ، وَ ذَكَّرَهُمْ ثُمَّ مَضٰى حَتّٰى اَتَى النِّسَاءَ فَوَعَظَهُنَّ وَ ذَكَّرَهُنَّ . فَقَالَ : " تَصَدَّقْنَ فَإِنَّ اَكْثَرَكُنَّ حَطَبُ جَهَنَّمَ ". فَقَامَتِ امْرَاَةٌ مِنْ سِطَةِ النِّسَاءِ سَفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ فَقَالَتْ : لِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ قَالَ : " لِاَنَّكُنَّ تُكْثِرْنَ الشَّكَاةَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ " .

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ عید کے روز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز میں حاضر ہوا..... آپؐ نے لوگوں کو اللہ کے دلانے کی خاطر وعظ و نصیحت کی۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلے اور عورتوں کے نماز عید ادا کرنے کے مقام پر تشریف لائے۔اور انہیں وعظ و تذکیر کی اور فرمایا: "تم صدقہ کیا کرو کیونکہ تم میں سے بکثرت عورتیں جہنم کا ایندھن ہیں"۔عورتوں میں سے بہت ہی نیک اور پچکے ہوئے گالوں والی ایک عورت کھڑی ہوئی اور کہنے لگی: "اے اللہ کے رسولؐ !کیوں ؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیونکہ تم اپنے حال احوال کی بکثرت شکایت کرتی رہتیں ہو اور اپنے خاوندوں کی ناشکری بہت کرتیں ہو"۔

(یہ حدیث مسلم (۲۰۴۸) نے روایت کی ہے)

اس حدیث سے آپ اسلام سے خارج نہ کرنے والے کفر (یعنی ناشکری) کی

اصلیت سے آگاہ ہو گئے ہیں۔درحقیقت شرک کی وضاحت کے بعد مزید توضیح کی کوئی ضرورت نہ تھی لیکن پھر بھی فائدہ ہوگا۔ان شاء اللہ

شبہات کے شکار لوگوں کاایک مزید اعتراض یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : " خَمْسُ صَلَوَاتٍ اِفْتَرَضَهُنَّ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ، مَنْ اَحْسَنَ وُضُوْءَ هُنَّ ، وَ صَلاَّ هُنَّ لِوَقْتِهِنَّ ، وَ اَتَمَّ رُكُوْعَهُنَّ وَ خُشُوْعَهُنَّ ، كَانَ لَهُ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ اَنْ يَّغْفِرَ لَهُ . وَ مَنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ لَهُ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ اِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ، وَ اِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ ".

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالی نے (مسلمانوں پر) دن میں پانچ بار نماز فرض کی ہے۔جو اچھی طرح وضو کرے گا خوب خشوع و خضوع سے (نماز کے) رکوع کو نماز کے وقت پر (یعنی نماز) مکمل کرے گا۔اس کا گویا اللہ سے عہد ہو گیا کہ وہ (اللہ تعالی) اس کی خطاؤں پر اسے معاف فرمادے گا۔اور جو کوئی یوں (خشوع و خضوع سے وقت پر نماز ادا) نہیں کرے گا۔اللہ تعالی کا اس کے ساتھ کوئی عہد نہیں ہے۔چاہے اسے معاف فرمادے اور چاہے اسے عذاب سے دوچار کرے"۔

(یہ حدیث ابوداؤد (۴۲۵)، مسند احمد ( )اور نسائی (۴۶۲) میں صحیح سند سے مروی ہے)

اس مذکورہ روایت میں تارک نماز کی چاہے اللہ رہائی فرمائے اور چاہے عذاب دے۔اس بارے ایک لفظ بھی نہیں ہے نماز کو اس کے وقت پر خاص طور پر رکوع کو خشوع وخضوع سے ادا کرنے پر محافظت نہ کرنا اور بات ہے۔اور نماز ترک کرنا اور بات ہے۔نماز

کے اطمینان کے ضائع ہونے پر آدمی کے ملت اسلامیہ سے ملت غیر میں ہو جانے کا فتویٰ روایت میں مبالغہ آرائی ہے۔ جبکہ راوی حدیث حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے ہی منقول ہے کہ تارک نماز ملت اسلامیہ سے خارج ہو جاتا ہے۔ گذشتہ ابواب میں ہم ذکر کر چکے ہیں یہاں پر تکرار کی ضرورت نہیں۔

امام ابن حزم اپنی مشہور کتاب "محلی" میں یوں فرماتے ہیں کہ اس موضوع پر یعنی ترک نماز کے بارے ہمیں حضرت عمر بن خطابؓ، معاذ بن جبلؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ، ابو ھریرۃؓ اور بہت سے دیگر صحابہ کرام سے نماز کو فرض جانتے ہوئے ترک کرنے والے کے "کافر" اور "مرتد" ہونے کے بارے بہت سی روایات پہنچی ہیں۔ صحابہ کرام کے اس اجماع کے خلاف کوئی شئے نہیں سنی گئی ہے۔

حنبلی مکتبہ فکر کے امام وامام المحدثین احمد بن حنبلؒ بھی تارک نماز کے لئے یوں کہتے ہیں: "تارک نماز کافر ہے، مرتد ہے اسے توبہ کرنی چاہیے اگر توبہ نہیں کرتا اور یوں ہی مر جاتا ہے تو نہ غسل دیا جائے اور نہ ہی نماز جنازہ ادا کی جائے اور نہ ہی مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے"۔

امام ابن تیمیہؒ بھی "الوصیۃ الکبری" میں یوں نقل کرتے ہیں۔

سن بلوغت کو پہنچ جانے والا کوئی آدمی فرض نمازوں میں سے کوئی نماز ترک کرتا ہے یا نماز کے فرض گردانے گئے ارکان میں سے کسی ایک رکن کو ترک کرتا ہے تو اس سے توبہ کروائی جائے گی اور توبہ نہ کرے تو گردن اڑادی جائے گی۔

علماء میں سے بعض یوں کہتے ہیں تارک نماز کافر ہے، مرتد ہے، نہ اس کی نماز جنازہ

ادا کی جائے گی اور نہ ہی (مسلمانوں کے طریقے پر ان کے قبرستان میں) دفن کیا جائے گا۔

(الوصیۃ الکبری، ۳۲۰)

﴿ رَبِّ اجْعَلْنِی مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَآءِ ﴾

[۱٤: ابراهیم: ٤٠]

اے میرے پروردگار! مجھے حقیقی نمازی بنادے، میری اولاد میں سے بھی ایسے ہی پیدا فرما.... اے ہمارے پروردگار میری یہ دعا قبول فرما"۔

(آمین، ثم آمین)

سلام امینؑ

ترکِ نماز کا حکم